

جشن صد سالہ منظر اسلام بریلی شریف مبارک

کتب الایمان پر اعتراضات

کا

علیٰ محاسبہ

حضرت خواجہ غلام محی الدین سیالوی مدظلہ

بمجادہ نشین آستانہ عالیہ

ضلع سرگودھا

رضا اکیڈمی - لاہور

Handwritten text in Urdu script, likely a signature or a note, located in the upper left quadrant of the page.

جشن صد سالہ منظر اسلام بریلی شریف مبارک

# کنز الایمان پر اعتراضات

کا

علمی محاسبہ

حضرت خواجہ غلام حمید الدین سیالوی مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

ضلع سرگودھا

اور

رضا اکیڈمی ، لاہور

## ﴿ سلسلہ اشاعت نمبر 184 ﴾

.....	کتاب
کنز الایمان پر اعتراضات کا علمی محاسبہ (شاہ فہد کے نام کھلا مکتوب)	
.....	مکتوب
حضرت خواجہ غلام حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی	
.....	اشاعت بار اول
ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ جنوری ۱۹۸۳ء	
.....	اشاعت بار دوم
۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء	
.....	کمپوزنگ
النظامیہ کمپوزنگ سنٹر لوہاری دروازہ لاہور	
.....	ناشر
رضا اکیڈمی لاہور	
.....	ہدیہ
دعائے بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ، لاہور	
.....	مطبع
احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور	

## عطیات بھیجنے کے لئے

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۳۸/۹۳۸ حبیب بینک وسن پورہ برانچ، لاہور  
بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات 10 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں

ملنے کا پتا

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

مسجد رضا محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور، پاکستان کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

فون نمبر 7650440

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے تمام انسانیت کی ہدایت کے لئے قرآن کریم نازل کیا، صلوة وسلام ہو تمام انبیاء و مرسلین سے افضل و اعلیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر، آپ کی آل، صحابہ کرام اور قیامت تک ان کی پیروی کرنے والوں پر۔

حمد و ثنا کے بعد! قرآن کریم وہ سرچشمہ ہدایت ہے جس سے مسلمانوں نے ماضی میں ہدایت حاصل کی، اس وقت بھی ہدایت حاصل کر رہے ہیں اور قیامت تک نور اور ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔ عربی زبان کو قرآن کریم اور اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی بدولت فضیلت و شرافت حاصل ہے۔ وہ مسلمان کتنے خوش قسمت ہیں جو اس شیریں زبان کے سمجھنے کی سعادت سے بہرہ ور ہیں، کیونکہ وہ قرآن کریم کے معانی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کی نسبت قرآن پاک کے اعجاز کے جمال سے زیادہ اور براہ راست مستفید ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ کروڑوں افراد ایسے ہیں جو قرآن پاک کی تلاوت تو کرتے ہیں مگر اس کے معانی کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

یاد رہے کہ عجم کے بہت سے علماء نے اپنی تمام توانائی قرآن کریم کے معانی کی گہرائی تک پہنچنے کے لئے صرف کر دی، انہوں نے بڑے قیمتی اور علمی کام سرانجام دئے گو کہ عربی ان کی مادری زبان نہ تھی تاہم انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے قرآن پاک کی تعلیمات کے عام کرنے میں پوری ذمہ داری سے حصہ ڈالا، ان کی یہ حصے داری ان کی تصانیف، ان کے خطابات اور لوگوں کیساتھ گفتگوؤں میں دیکھی جاسکتی

ہے۔ لیکن بعض علماء نے گہرے غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا کہ قرآن کریم کے معانی کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جائے، تاکہ جو مسلمان عربی زبان سے بالکل نا بلد ہیں وہ اپنی استطاعت کے مطابق قرآن کے معانی سے بہرہ ور ہو جائیں اور معانی کے سمجھے بغیر اس کی تلاوت نہ کریں، اردو کی یہ سعادت ہے کہ یہ بھی ان زبانوں میں سے ایک ہے جن میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا گیا، بلکہ دنیائے اسلام میں سے اس کے قیمتی ورثے کی بناء پر قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

ہندوستان کے متعدد علماء نے قرآن کریم کا اردو میں ترجمہ کیا، امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ مذہباً حنفی، طریقتاً قادری اور وطن کے لحاظ سے بریلوی اور ہندی تھے، انہیں پچپن علوم و فنون میں مہارت کاملہ حاصل تھی، وہ صحیح معنوں میں قرآن کریم کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کے لائق تھے، انہوں نے ترجمہ کیا اور ترجمہ کرتے وقت خاص طور پر دو چیزوں کو سامنے رکھا:

۱..... اللہ تعالیٰ کا تقدس اور تمام نقائص و عیوب سے پاک ہو۔

۲..... رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء کرام کی تعظیم و تکریم، ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے معانی کا ترجمہ کرنے والے بعض مترجمین اسلامی علوم اور عربی زبان میں مہارت حاصل کئے بغیر لغت کی کتابوں (ڈکشنریوں) پر اعتماد کرتے ہیں، کبھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور کبھی نبی اکرم ﷺ کے دربار میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں، لیکن امام احمد رضا خان بریلوی نے تمام تراحتیاط کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ کیا، انہیں عربی اور اردو زبان ہی نہیں دیگر اسلامی علوم میں بھی مہارت کاملہ حاصل تھی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، پھر اسلامی اور عربی علوم میں مہارت تامہ کی بناء پر ان کی کوششوں میں

توفیق الہی شامل تھی، یہ ترجمہ دوسرے تراجم کے مقابلے میں دینی اور ادبی اعتبار سے ممتاز ہے، اللہ تعالیٰ انہیں قرآن کریم، اور پاک و ہند، بنگلہ دیش اور دنیا کے دیگر ممالک میں اردو دان حضرات کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، ان تین ممالک کے لوگ دنیا بھر میں اس شان کے ساتھ موجود ہیں کہ انہوں نے اپنے انداز و اطوار ہی نہیں بلکہ اردو زبان کی بھی حفاظت کی ہے۔

حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس ترجمہ ”کنز الایمان“ پر ”خزان العرفان“ کے نام سے حاشیہ لکھا، الحمد للہ! یہ ترجمہ اور حاشیہ پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان میں نہایت ہی مقبول ہے، ان ممالک کے مسلمان جب حج، عمرہ یا ملازمت کے لئے سعودی عرب جاتے تو یہ ترجمہ قرآن پاک بھی اپنے ساتھ لے جاتے، تاکہ حرمین شریفین میں قیام کے دوران اس کا مطالعہ کرتے رہیں اور اس سے استفادہ کریں۔

بعض اردو زبان جاننے والوں نے ریاض، سعودی عرب کے ادارۃ الجوث الاسلامیۃ العلمیۃ والافتاء والدعوة والارشاد کو امام احمد رضا خان کے ترجمہ قرآن کریم اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے حواشی کے کچھ نمونے بگاڑ کر اور عربی میں ترجمہ کر کے پیش کئے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سعودیہ کے ادارہ مذکورہ نے اس ترجمہ اور اس کے حواشی کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا اور تمام نسخوں کو ملک سے باہر نکلانے کا حکم دے دیا اور یہ بھی آرڈر جاری کیا کہ اس ترجمہ والا قرآن کریم سعودی عرب میں لانا ممنوع ہے۔

اس فیصلے نے پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان کے مسلمانوں کو اضطراب

میں مبتلا کر دیا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت خواجہ حمید الدین سیالوی مدظلہ  
 ، سجادہ نشین سیال شریف، ضلع سرگودھا کو انہوں نے جنوری ۱۹۸۲ء میں ایک کھلا مکتوب  
 عربی زبان میں سعودی عرب کے حکمرانوں اور علماء کے نام ارسال کیا۔ جس میں اس  
 گروہ کی غلط کاری اور خیانت کی نشاندہی کی گئی، جس نے ”ادارۃ البحوث  
 الاسلامیۃ“ سعودی عرب کے سامنے امام احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ قرآن  
 کریم اور مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے حاشیہ پردس بے بنیاد اعتراضات  
 پیش کئے تھے۔ خواجہ حمید الدین سیالوی مدظلہ نے ان اعتراضات کے بہترین جوابات  
 دئے اور حق کا بہترین دفاع کیا، ان کا مقصد اصلاح احوال تھا، اور اسی مقصد کے تحت  
 رضا اکیڈمی، لاہور نے اس کے شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اس کا فائدہ عام سے  
 عام تر ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لکھنے والے کو بہترین جزائے عطا فرمائے اور اس سے  
 مسلمانوں کو نفع عطا فرمائے ان کی صفوں کو متحد فرمائے اور ان کے دلوں میں باہمی  
 الفت عطا فرمائے، موجودہ دور میں ہمیں اس اتحاد کی حد درجہ ضرورت ہے، اے اللہ!  
 ہمیں حق کو حق دکھا اور ہمیں اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما اور ہمیں باطل کو باطل دکھا  
 اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے افضل ہستی حضرت محمد  
 مصطفیٰ ﷺ، آپ کی آل پاک اور آپ کے صحابہ کرام پر بے انداز رحمتیں نازل  
 فرمائے۔ آمین!

محمد عبدالحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور  
 ناظم تعلیم و تربیت جماعت المسلمت پاکستان

۹۔ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

۴۔ مئی ۲۰۰۱ء



پاکستان بسم الله الرحمن الرحيم

حجاز کی مقدر سرزمین سے ہر مسلمان کا جو قلبی تعلق ہے، وہ محتاج بیان نہیں، مسلمان دنیا کے کسی گوشہ میں ہو وہ اپنے خالق و مالک کے حضور جبین نیاز جھکانے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں حضور سرور عالم ﷺ کا گنبد خضراء ہر مومن کی عقیدت اور عشق کا مرکز ہے۔ حکومت سعودیہ حرمین شریفین کی توسیع اور تعمیر کے لئے اور حجاج اور زائرین کو ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے جس طرح پانی کی طرح روپیہ بہا رہی ہے۔ اس کو ہر مسلمان قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے مرحوم و مغفور ملک الفیصل کی محبوب شخصیت نے مسلمانوں کی بکھری ہوئی صفوں کو منظم و متحد کرنے کے لئے جو مخلصانہ کاوشیں کی ہیں اس کا انکار ممکن نہیں۔ ان کے بعد شاہ خالد مرحوم بھی مسلمانوں کی شیرازہ بندی کے لئے جدوجہد میں مصروف رہے اور موجودہ فرمانروا جلالتہ الملک فہد بن عبدالعزیز اطال اللہ بقاءہ اپنے عظیم بھائی کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے شب و روز سرگرم عمل ہیں۔

سعودی عرب کے ان بیدار مغز حکمرانوں کی ان مساعی کے باعث جو وہ ملت کی اجتماعی فلاح و بہبود کیلئے انجام دے رہے ہیں۔ امت کا ہر فرد اپنے دل میں ان کیلئے عزت، قدر اور محبت کے جذبات محسوس کرتا ہے، لیکن بعض ایسے افراد بھی ہیں جو سعودی حکومت اور امت مسلمہ کے سوا اور اعظم کے درمیان بیگانگی اور لاتعلقی بلکہ عناد اور نفرت پیدا کرنے میں کوشاں ہیں اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کو ان کے سامنے اس طرح بگاڑ کر پیش کرتے ہیں جس سے بدگمانیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

جو لوگ حج و عمرہ ادا کرنے کے لئے پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے علاقوں سے جاتے ہیں، انہیں یہ شکایت ہے کہ حرم شریف میں بعض مولوی صاحبان بڑی دل آزار تقاریر کرتے ہیں اور جمہور اہل اسلام کو کافر اور مشرک کہنے میں انہیں ذرا جھجک نہیں ہوتی۔ اسکے علاوہ اب یہ اردو بولنے والے ضمیر فروش یہاں کے اہل علم و فضل کے خلاف حکومت کو غلط رپورٹیں پیش کر کے حجاز مقدس میں ان کے قیام کو بڑا تکلیف دہ بنا دیتے ہیں اور کئی علماء کو تو بلا وجہ قید خانوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ ان گندم نما اور جو فروش لوگوں کی حسرت یہیں تک پوری نہیں ہوئی بلکہ انہوں نے ایک ایسی سازش کی ہے جس نے اہل سنت کے حلقوں میں بے چینی اور اضطراب کی لہر دوڑادی ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ جو اپنی فصاحت و بلاغت میں بے نظیر ہے اور حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین قدس سرہ کے تفسیری حواشی جو ایجاز اور جامعیت کا حسین پیکر ہیں، ان کے خلاف وہاں غلط پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور وہاں کے اہل علم کے سامنے اسے غلط انداز میں پیش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ الریاض کے ادارۃ البحوث العلمیہ نے قرآن مجید کے ان نسخوں کو بھی جلانے کا حکم صادر کر دیا جن میں یہ ترجمہ اور تفسیر موجود ہے۔ ان روح فرسا اور المناک واقعات نے پاکستان کے بالغ نظر علماء و مشائخ کو مجبور کر دیا کہ وہ کوئی ایسا مثبت پروگرام بنائیں جس سے ان غلط فہمیوں کو دور کیا جاسکے اور مملکت سعودیہ کے امراء و علماء کے دلوں میں اہل سنت کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہیں ان کا ازالہ کیا جاسکے۔ اور اس سازش کو بے نقاب کیا جائے جو اہل غرض لوگ

اسلام دشمن قوتوں کے مخفی اشاروں کے مطابق بروئے کار لارہے ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ حافظ محمد حمید الدین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف نے 13۔ اکتوبر 1982ء کو ایک مینٹنگ بلائی جس میں نامور علماء و مشائخ نے شرکت کی اور ساری صورت حال پر بڑی سنجیدگی سے غور کیا گیا، چنانچہ مجلس الدعوة الاسلامیہ کی تشکیل کی گئی جس کے مقاصد میں سرفہرست عقائد حقہ اسلامیہ کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ ان سازشوں کو ناکام بنانا ہے جو ملت اسلامیہ میں اس پر آشوب دور میں انتشار و اختلاف پیدا کرنے کیلئے کی جا رہی ہیں اور یہ بھی طے پایا کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ اور حضرت صدر الافاضل کی تفسیر پر جو جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا جائزہ لیا جائے اور بڑے مثبت انداز میں حقیقت حال سے سعودی حکومت کے سرکردہ اہل علم و فضل اور حکومت کے ذمہ دار افراد کو آگاہ کیا جائے۔

اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت سجادہ نشین صاحب سیال شریف کی طرف سے جلالتہ الملک فہد بن عبدالعزیز، ان کی حکومت کے موثر وزرائے کرام اور جامعات کے شیوخ خصوصاً ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء والدعوة والارشاد الریاض کے رئیس اور الشیخ محمد علی الحرکان سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی کو خطوط لکھے گئے اور ان اعتراضات بلکہ الزامات کا تفصیلی جواب ارسال کیا گیا تاکہ ان غلط فہمیوں کا استیصال کیا جاسکے۔ جو چند اہل غرض کی ناپاک کوششوں کے باعث سعودی عرب کے امراء اور علماء کے دلوں میں اہل سنت و جماعت کے عقائد کے بارے میں پیدا کی گئی ہیں۔

عوام کے فائدہ کیلئے حضرت سجادہ نشین صاحب سیال شریف کا اصل عربی

مکتوب اور جوابات مع اردو ترجمہ ضیائے حرم (شمارہ جنوری ۱۹۸۳ء) میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقاصد میں کامیاب فرمائے اور ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کی توفیق ارزانی فرمائے۔

منجانب: سیکرٹری جنرل مجلس الدعوة الاسلامیہ، سیال شریف، سرگودھا

(جنوری 1983ء)

مکتوب (اردو ترجمہ)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس کی توفیق سے اعمال صالحہ پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں اور جس کے فضل و کرم سے نیکیوں کو شرف قبولیت بخشا جاتا ہے اور درود و سلام ہوں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اس کی مخلوق کے سردار پر جن کا نام نامی ”محمد“ ﷺ ہے جو رؤف و رحیم ہیں آپ کی جملہ آل اور آپ کے تمام صحابہ پر۔

اما بعد: امت مسلمہ کو اپنی طویل تاریخ میں روز اول سے آج تک کئی نازک مرحلوں سے گزرنا پڑا اور ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑا جو از حد خوفناک اور پریشان کن تھے۔ ابتداء میں عرب کے مشرک قبائل نے یہ چاہا کہ اپنے کثیر التعداد جتھوں اور بہادر شہسواروں کی قوت سے اسلام کے چراغ کو بجھا دیں، لیکن انہیں اپنے مقاصد میں رسوا کن ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔ پھر جزیرہ عرب کے مغرب سے قیصر اور مشرق سے کسریٰ نے اپنے عساکر قاہرہ، جو مہلک ہتھیاروں سے مسلح تھے اور اپنے بے پناہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اس جواں ہمت امت کی بیخ کنی کیلئے داؤ پر لگا دیا لیکن اسلام کے جانباز مجاہدین نے اپنی تعداد کی کمی اور وسائل کی کمزوری کے باوجود انہیں شرمناک ہزیمت سے دوچار کر دیا، چند صدیاں گزرنے کے بعد سارا یورپ

اسلام اور فرزند انِ اسلام کے خلاف بھڑک اٹھا۔ یورپ کے ممالک کے بادشاہ، وہاں کی حکومتوں کے رؤسا اور اس براعظم کے نوجوان نصرانیت کے جھنڈے تلے مجتمع ہو گئے اور صلیبی جنگوں کی آگ کو بھڑکا دیا جو کئی قرونوں تک شعلہ زن رہی، حالات کی تند و تیز لہروں کے سامنے امت مسلمہ یوں ثابت قدم رہی جس طرح فولادی چٹان خوفناک طوفانوں کے درمیان سر بلند رہتی ہے۔ ان کی اس واضح کامیابی کا راز ان کی قوت ایمانی اور ان کا باہمی اتحاد تھا اور وہ ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح تھے جہاں اختلاف اور انتشار اپنے قدم نہیں جما سکتے تھے۔

لیکن آج حالات بڑے المناک اور شرمناک حد تک تبدیل ہو چکے ہیں تمام مسلم ممالک ایسے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں جن سے ان کی سلامتی اور بقا کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ ہر اسلامی ملک کی سرحدیں غیر محفوظ ہیں۔ اسرائیل کے جنگی طیارے اپنے ہوائی اڈوں سے اڑتے ہیں اور عالم عرب کے جس خطہ میں چاہتے ہیں بموں کی بارش برسا دیتے ہیں اور اس میں انہیں قطعاً کوئی خوف نہیں ہوتا کہ ان کی مزاحمت کی جائے گی یا ان کا مقابلہ کیا جائے گا۔ یہ ساری کارروائی اطمینان سے کر لینے کے بعد بخیر و عافیت اپنے ہوائی اڈوں پر واپس آ جاتے ہیں۔

کیا تلخ اور خوفناک حقیقت کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے وہ حادثات کافی نہیں؟ جو گزشتہ چند ماہ میں لبنان اور اس کے دارالسلطنت بیروت میں وقوع پذیر ہوئے خصوصاً ہزاروں معصوم بچوں، رعورتوں، بوڑھوں اور نوجوانوں کا قتل عام جو ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں ان کیپوں میں ہوا جہاں فلسطینی پناہ لیے ہوئے تھے۔ اس وحشیانہ قتل اور معصوموں کی خونریزی کی کوئی مثال آپ پیش کر سکتے ہیں؟ (یاد رہے کہ

یہ مقالہ جنوری ۱۹۸۳ء میں لکھا گیا تھا)

کبھی آپ نے سوچا کہ ان متواتر مصائب کی وجہ کیا ہے؟ ان وحشیانہ حملوں کا سلسلہ کیوں زور شور سے جاری ہے۔ رات اور دن کیوں مسلمانوں کو بھیڑ بکری کی طرح ذبح کیا جا رہا ہے؟ ان مصائب و آلام کا سبب صرف ہماری بے اتفاقی اور باہمی انتشار ہے اور اس مہلک بیماری کا علاج بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہم اسلام کے پرچم کے نیچے جمع ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اسلامی ممالک کے بیدار مغز سلاطین اور ان کی حکومتوں کے دانش مند حکام اور ان کے سراپا اخلاص قائدین نے تو یہ عزم کر لیا ہے کہ وہ ان تمام محرکات کو ختم کر دیں گے جو اتحاد امت کے لیے تباہ کن ہیں۔ یہ لوگ دل کی گہرائیوں سے اس بات کے متمنی ہیں کہ وہ عہد سعید ایک مرتبہ پھر لوٹ آئے جب تمام مسلمان ایک امت تھے، لیکن مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو ان المناک اور تکلیف دہ حالات میں بھی مسلمانوں کے دلوں میں انتشار اور عداوت کی تخم ریزی میں کوشاں ہے صد حیف! وہ

ادارة البحوث العلمیة والافتاء والدعوة والارشاد الریاض سے ایک فتویٰ صادر کروانے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ ان قرآنی نسخوں کو بھی جلا دیا جائے جن میں عالم ربانی شیخ محمد احمد رضا خان کا ترجمہ ہے اور جس کے حاشیہ پر صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین قدس سرہا کی تفسیر ہے۔

اس فتویٰ نے پاکستان میں بسنے والے اہل سنت و جماعت کے حلقوں میں جو امت کا سواد اعظم ہے بڑی سخت بے چینی اور ہلچل پیدا کر دی ہے، ان کے دل کانپ اٹھے ہیں اور ان کی روحوں پر غم و اندوہ چھا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ

ترجمہ حواشی اردو زبان میں ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ادارۃ الجوث العلمیہ کے اکثر ارکان اردو زبان نہیں جانتے۔ ایک خاص گروہ نے اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو کبھی قبول نہ کرے، اس ترجمہ اور ان حواشی کو جھوٹے اور غلط رنگ میں رنگ کر ادارۃ الجوث العلمیہ کے اراکین کے سامنے پیش کیا ہے اور اپنی چرب زبانی اور عیاری کے باعث ان سے یہ فتویٰ صادر کرانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

ہم کہتے ہیں اور جو ہم کہتے ہیں اس کی سچائی پر اللہ تعالیٰ کو گواہ پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے شرک، کفر اور آیات کے معانی میں تحریف کا بہتان ایسے دوربانی عالموں پر لگایا ہے جنہوں نے اپنی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ، اپنا علم، اپنی دانش اور اپنی قابلیت اللہ کی بات کو بلند کرنے کے لئے اور ہندوستان میں بسنے والے بت پرستوں کو دعوت توحید پہنچانے کیلئے صرف کی اور وہ بہت سے بت پرستوں کو شرک کے گھپ اندھیروں سے نکال کر اسلام کے نور کی طرف لانے میں کامیاب ہو گئے اس مخصوص گروہ نے اپنے دل سے جھوٹی تہمتیں گھڑیں اور ظلم و کذب بیانی سے ان پاک نفوس پر الزام لگایا۔

ہم اعضاء ادارۃ الجوث کے معزز اراکین سے پہلے اجازت طلب کرتے ہیں کہ ہم ان کی خدمت میں حقیقت حال بیان کریں اور پھر ان سے درخواست کریں گے کہ وہ دقت نظر سے اس کو دیکھیں اور ان دو علماء کے عقائد کا غور سے مطالعہ کریں۔ اس طرح ان پر حقیقت نفس الامر یہ تک رسائی آسان ہو جائے گی۔ اور ان پر یہ منکشف ہو جائے گا کہ اس گروہ نے جن کی باتوں پر ادارۃ الجوث کے معزز اراکین نے اعتماد کیا ہے۔ خیانت کی ہے اور دھوکہ دیا ہے اور اسلام کے قلعہ کی فصیل میں

شگافوں کو وسیع کر کے دشمنان دین کی خدمت کی ہے۔ اور یہ خدمت ان مشکل دنوں میں جب کہ ساری امت اپنی بقا کی سلامتی کیلئے سرگرم عمل ہے اور اسے باہمتی اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ یہ مٹھی بھراہل غرض لوگ اس امر میں اپنی کوششیں صرف کر رہے ہیں کہ ان شعوب کے درمیان جو اپنے رب پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم جھکائے ہوئے ہیں ان کے درمیان اور مملکت عربیہ سعودیہ کے درمیان اختلاف اور انشقاق کی خلیج کو وسیع کر دیں۔

اب ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حقیقت حال سے پردہ اٹھانے کی ابتدا کرتے ہیں انہوں نے سب سے پہلے تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور کے مطبوعہ مصحف کے ص ۳ کی ایک عبارت پر اعتراض کیا ہے، انہوں نے کہا کہ یہ عبارت شرک سے لبریز اور خرافات و تحریفات سے ملوث ہے۔ ہم پہلے وہ آیت کریمہ لکھتے ہیں۔ پھر اردو میں اس کا ترجمہ کریں گے۔ پھر اس اردو ترجمہ کا عربی میں ترجمہ کریں گے۔ پھر آپ سے درخواست کریں گے کہ آپ اس کے معانی میں غور و خوض کریں پھر ہمیں بتائیں کہ اس ترجمہ میں شرک کہاں ہے اور وہ خرافات کہاں ہیں؟

آیت کریمہ یہ ہے: ایاک نعبد و ایاک نستعین (۱: ۴)

اردو میں اس کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے: ”ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں“

یعنی ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے ہم

صرف تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور تیرے سوا کسی سے مدد نہیں طلب کرتے۔

معزز اراکین! کیا اس ترجمہ میں شرک کا شائبہ اور کفر کی بوتل کا بھی آپ

سراغ لگا سکتے ہیں؟



کیا یہ تعبیر اللہ تعالیٰ کے منشا کے عین مطابق نہیں؟ یہ الزام لگانا کہ یہ ترجمہ شرک سے آلودہ ہے۔ بہت بڑی تہمت ہے۔

اب ہم آپ کی توجہ اس حاشیہ کی طرف مبذول کراتے ہیں جو اس ترجمہ کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ اسے بھی آپ شرک و تحریف کی تہمت سے پاک و صاف پائیں گے۔ محشی علام نے بایں الفاظ اس کی تشریح کی ہے:

”اس میں رد شرک بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کیلئے نہیں ہو سکتی۔ ایسا ک نستعین میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بالواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات و خدام احباب وغیرہ سب عون الہی کے مظہر ہیں، بندے کو چاہیے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دست قدرت کو کارکن دیکھے۔“

(اس کے بعد اس اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ کیا گیا)

یہ عبارت اس بات کی سچی گواہی دے رہی ہے کہ محشی نہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک سمجھتا ہے اور نہ اپنے رب سے استعانت میں کسی کو شریک بناتا ہے۔ اس کا یہ پختہ ایمان ہے کہ حقیقی مدد فرمانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اعانت جو بظاہر کسی اور سے حاصل ہوتی ہے اس میں بھی موثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جو محشی یہ صاف اور روشن عقیدہ رکھتا ہے اس پر شرک کی تہمت ظلم عظیم اور گناہ کبیرہ ہے۔ جن لوگوں نے اس عقیدہ حقہ کو اپنی طرف سے کوئی اور رنگ دے کر پیش کیا ہے انہوں نے بیک وقت دو جرموں کا ارتکاب کیا ہے۔ پہلا یہ کہ انہوں نے ایک مومن اور موحد پر شرک اور آیات قرآنی کے معانی میں تحریف کی جھوٹی تہمت لگائی ہے اور دوسرا

انہوں نے ادارۃ الجوث کے معزز ارکان کو دھوکہ دیا ہے اور جو اعتماد معزز ارکان نے ان پر کیا ہے اس میں خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں۔

غیر اللہ کی طرف اعانت کی نسبت جب کہ قائل کا یہ عقیدہ ہو کہ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے شرک نہیں کیوں کہ یہ نسبت قرآن کریم میں مذکور ہے:

جب قوم نے ذوالقرنین کو مالی تعاون کی پیش کش کی تاکہ وہ ان کے لئے ایک بند بنا دے تو ذوالقرنین نے جواب دیا: ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ. (۸:۹۵)

اور وہ بولا وہ دولت جس میں میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے وہ بہتر ہے پس تم میری مدد کرو جسمانی مشقت سے۔ میں بنا دوں گا تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط آڑ۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے:

استعینوا بالصبر والصلوۃ کہ صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔ اس کے علاوہ اور متعدد آیات کریمہ ہیں۔

دوسرا اعتراض انہوں نے اس اقتباس پر کیا ہے جو ص ۵ پر درج ہے۔

انہوں نے کہا کہ مترجم اور محشی عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء و رسل بشر نہیں ہیں۔ یہ ایک صاف جھوٹی تہمت ہے دونوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء و رسل بشر ہیں اور ابوالبشر آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں ایسے نابغہ روزگار عالم انبیاء و رسل کی بشریت کا کیسے انکار کر سکتے ہیں؟ جب کہ قرآن کریم گواہی دیتا ہے اور صراحتاً بیان کرتا ہے کہ انبیاء بشر ہیں۔ درحقیقت یہ دونوں عالم انبیاء کی بشریت پر پختہ عقیدہ رکھتے ہیں اور جو شخص انبیاء

ورسل کی بشریت کا انکار کرتا ہے وہ ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جس طرح امام احمد رضا خان نے اپنے فتاویٰ رضویہ کی جلد ششم میں بڑی صراحت سے بیان فرمایا ہے، لیکن یہ دونوں عالم اس بات کو مستحسن سمجھتے ہیں کہ جب انبیاء کو بشر کہا جائے تو احترام و تکریم کے کسی لفظ کا اضافہ کیا جائے جیسے خیر البشر سید البشر افضل البشر صرف کلمہ بشر کا استعمال ان کے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جب اپنی قوموں کو اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک پر ایمان لانے اور شرک کی تمام ممکنہ صورتوں سے دست کش ہونے کی دعوت دیتے، کفار ان کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے اور درشتی اور گستاخی کے ساتھ انہیں بائیں الفاظ جواب دیتے:

ان انتم الا بشر مثلنا تریدون ان تصدونا عما یعبدا بآبائونا فاتوا

بسلطان مبین (ابراہیم: ۱۰)

ترجمہ: ”انہوں نے جواب دیا نہیں ہو تم مگر بشر ہماری طرح تم یہ چاہتے ہو روک دو ہمیں ان بتوں سے جن کی پوجا ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ پس لے آؤ ہمارے پاس کوئی روشن دلیل“

سورہ مومنون میں حضرت نوح اور ان کی قوم کا مکالمہ اس طرح منقول ہے:

ولقد أرسلنا نوحا إلی قومه فقال یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من

الہ غیرہ افلا تتقون وقال الملأ الذین کفروا من قومه ما هذا

الابشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم (المومنون ۲۳: ۲۴)

ترجمہ: ”اور ہم نے بھیجا نوح علیہ السلام کو ان کو قوم کی طرف تو آپ نے فرمایا

اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، نہیں ہے تمہارا کوئی خدا اس کے بغیر، کیا تم (بت

پرستی کے انجام سے) نہیں ڈرتے تو کہنے لگے وہ سردار جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا ان کی قوم سے نہیں ہے یہ مگر بشر تمہارے جیسا۔ یہ چاہتا ہے کہ اپنی بزرگی جتلائے تم پر۔“  
اس سورۃ المؤمنون کی آیات ۳۳ اور ۳۴ ملاحظہ فرمائیں جن میں قوم عاد یا ثمود کا جواب مذکور ہے:

وقال الملائم من قومہ الذین کفروا و کذبوا بقاء الآخرة  
واترفناہم فی الحیوة الدنیا ماہذا الالبشر مثلکم یا کل ماتا کلون منه  
ویشرب مما تشربون ولئن اطعمتم بشرًا مثلکم انکم اذا لخاصرون  
(۳۳: ۳۴)

ترجمہ: تو بولے اس نبی کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا تھا اور جنہوں نے جھٹلایا تھا قیامت کی حاضری کو اور ہم نے خوشحال بنا دیا تھا انہیں دینیوی زندگی میں (اے لوگو) نہیں ہے یہ مگر ایک بشر تمہاری مانند یہ کھاتا ہے وہی خوراک جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس سے جو تم پیتے ہو اور اگر تم پیروی کرنے لگے اپنے جیسے بشر کی تم تب نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے)

قرآن کریم میں ان کے علاوہ بہت سی آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کجرو اور گمراہ امتوں کے جواب ذکر کیے ہیں، جو انہوں نے اپنے رسولوں کو دیئے تھے۔ ان جوابات میں اللہ کے نبیوں کی توہین اور اسکے رسولوں کی تنقیص کسی اہل نظر پر مخفی نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کے احترام و تکریم کا حکم دیا ہے۔ خصوصاً سید الانبیاء امام المرسلین ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَبَعَزْرُوهُ وَتَوْقَرُوهُ اَمَامِ رَاغِبِ اَصْفَهَانِ مَقْرَوَاتِ قُرْآنِ مِیْن

”تُعَزِّدُوهُ“ کے کلمہ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: التَّعْزِيرُ: النَّصْرَةُ مَعَ التَّعْظِيمِ یعنی تعظیم و تکریم کے ساتھ کسی کی امداد کرنا۔ صاحب لسان العرب اس کلمہ کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں عَزْرَةٌ، فَخْمَةٌ وَعَظْمَةٌ: کسی کی رفعت شان اور احترام و تعظیم کی جائے تو عرب کہتے ہیں عَزْرَةٌ یہی لغت کا امام ہے تَوْقِيرُوهُ کی تشریح کرتا ہے۔

وَقَرَّ الرَّجُلُ بِجَلَّةٍ وَالتَّوْقِيرُ: التَّعْظِيمُ وَالتَّرْدِينُ - کسی کی توقیر و تجلیل کرنا، کسی کی عزت و تکریم کرنا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کی تعظیم و تکریم کا مکرر حکم دیا ہے اور یہ بھی ارشاد ہے کہ جو شخص بے ادبی کی نیت سے بارگاہ رسالت میں آواز بلند کرے گا تو بطور سزا اس کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے، خواہ ان کی تعداد کتنی ہو اور ان کی شان بڑی اونچی ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ بارگاہ رسالت میں ”رَاعِنًا“ کا لفظ مت استعمال کریں۔ اگرچہ لغت عرب میں اس کلمہ کے معنی میں تنقیص کا کوئی واہمہ نہیں، لیکن یہی لفظ عبرانی زبان میں ایسے معنی میں استعمال ہوتا ہے جو حضور کی شان رفیع کے شایان نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے بارگاہ رسالت میں ایسے لفظ کو استعمال کرنے سے روک دیا جس کا کسی زبان میں بھی ایسا مفہوم ہو جس میں تنقیص کا پہلو نکلتا ہو۔ علامہ ابو عبد اللہ القرطبی نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

فِيهَا دَلِيلٌ عَلَى تَجَنُّبِ الْأَلْفَاظِ الْمُحْتَمَلَةِ الَّتِي فِيهَا التَّعْرِيفُ  
لِلتَّنْقِيسِ وَالنُّغْصِ یعنی اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ بارگاہ رسالت میں

ایسے الفاظ کے استعمال سے اجتناب کیا جائے جن میں اشارہ بھی تنقیص اور بے ادبی کا احتمال ہو۔

تیسرا اعتراض اس حاشیہ پر ہے جو ص ۱۶ پر مکتوب ہے۔

معزز اراکین ادراة الجوث! ہم پہلے آپ کی خدمت میں اردو عبارت پیش کرتے ہیں تاکہ آپ اسے پڑھیں اور وقت نظر سے اس کا مطالعہ کریں پھر ہمیں اس جملہ یا سطر کی نشاندہی کریں کہ جس میں شرک اور انحراف کا پہلو پایا جاتا ہے۔

مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مقامات متبرکہ جو رحمت الہی کے مورد ہوں وہاں توبہ کرنا اور اطاعت بجالانا ثمرات نیک اور سرعت قبول کا سبب ہوتا ہے۔ (فتح العزیز) اس لئے صالحین کا دستور رہا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کے موالد اور مزارات پر حاضر ہو کر استغفار اور اطاعت بجالاتے ہیں، عرس و زیارات میں بھی یہ فائدہ متصور ہے۔ اس کے بعد اس کا عربی ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مقامات کو بعض پر فضیلت دی ہے اس میں عبادت اور طاعت کرنے کا ثواب زیادہ ملتا ہے اور وہاں جو دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ شرف قبولیت سے جلد نوازی جاتی ہیں، جیسے ”مسجد حرام“ اس کو وہ فضیلت اور بزرگی حاصل ہے کہ سارے جہان کی مساجد میں سے کوئی مسجد اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور مسجد حرام میں بھی ایسے مقامات ہیں جہاں دعا کی قبولیت کی امید دوسرے مقامات سے زیادہ ہوتی ہے، جیسے ملتزم، میزاب رحمت، رکن یمانی اور حجر اسود کا درمیانی حصہ، اور مقام ابراہیم۔ اسی طرح مسجد نبوی کو فضیلت و بزرگی حاصل ہے، اسی طرح مسجد قبا کی ایک امتیازی شان ہے جو اسے دوسری مساجد سے ممتاز کرتی ہے، محشی

نے اپنی اس تعلق میں اسی مسلمہ امر کی طرف اشارہ کیا ہے انہوں نے یہ بات اپنے دل سے نہیں گھڑی، بلکہ شیخ جلیل محدث کبیر مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ارشاد سے استناد کیا ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحبزادے اور خلف الرشید ہیں۔ حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے، جن کی مساعی جمیلہ کے طفیل ہندوستان میں شریعت اسلامیہ کو ضعف اور افسردگی کے بعد نیا شباب اور نئی تروتازگی نصیب ہوئی۔ احادیث نبویہ بھی محشی کے اس قول کی تصحیح اور تائید کرتی ہیں۔

۱..... رَوَى مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَا شَيْءٌ يُصَلِّي فِيهِ رَكَعَتَيْنِ .

ترجمہ: امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول کریم

ﷺ مسجد قبا میں تشریف لاتے تھے، کبھی سوار ہو کر اور کبھی پیدل اور اس میں دو رکعت

نماز ادا فرماتے۔

۲..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ

كُلَّ سَبْتٍ وَكَانَ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيهِ

كُلَّ سَبْتٍ .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ہر

ہفتہ کے دن قبا میں تشریف لے آتے اور فرمایا کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا

ہے کہ حضور ہر ہفتہ کو یہاں تشریف لے آتے۔

صحیح مسلم کے مشہور شارح امام نووی ان احادیث کی تشریح کرتے ہوئے

رقطراز ہیں:

فِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ بَيَانُ فَضْلِهِ وَفَضْلِ مَسْجِدِهِ وَالصَّلَاةِ فِيهِ  
وَفَضِيلَتُهُ زِيَادَتُهُ وَأَنَّهُ يَجُوزُ زِيَارَتُهُ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَهَكَذَا جَمِيعُ الْمَوَاطِعِ  
الْفَاضِلَةِ يَجُوزُ زِيَارَتُهَا رَاكِبًا وَمَاشِيًا

ترجمہ : یعنی ان احادیث سے قبا کے گاؤں، اس کی مسجد اور اس مسجد میں  
نماز کی فضیلت کا بیان ہوا، نیز اس کی زیارت کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی  
ثابت ہوتا ہے کہ اس کی زیارت کے لئے سوار ہو کر اور پیدل آنا جائز ہے۔ اسی طرح  
تمام وہ مقامات جنہیں فضیلت اور بزرگی حاصل ہے ان کی زیارت بھی جائز ہے  
۔ خواہ سوار ہو کر آئے یا پیدل چل کر۔

محشی علام نے زیارت قبور کا جو مسئلہ یہاں بیان کیا ہے تو یہ امر مستون ہے  
حضور نبی کریم ﷺ بقیع کی زیارت کیلئے تشریف لاتے اور اپنی امت کے لئے  
مغفرت کی دعا مانگتے اور شہداء احد کے مقابر کو بھی اپنی زیارت کے شرف سے بہرہ  
اندوز فرماتے۔

ہم یہاں چند سطور اخبار العالم الاسلامی سے نقل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک  
ہفتہ وار رسالہ ہے، جو بطور عالم اسلامی کے شعبہ صحافت و نشر کی طرف سے شائع کیا  
جاتا ہے، اس کے نمبر ۷۹۰ سوموار ذیقعدہ ۱۴۰۲ ہجری کے شمارہ میں ایک مقالہ ہے جس  
میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ایمان افروز تذکرہ ہے۔  
مقالہ نگار اپنے ایمان افروز مقالہ کا اختتام ان عنبرین سطور سے کرتا ہے:

وَهَتَفَ الرَّسُولُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ وَسَعَتْ نَظْرَتُهُ الْحَايَةَ  
أَرْضَ الْمَعْرَكَةِ بِكُلِّ مَنْ عَلَيْهَا مِنْ رِفَاقِ مُصْعَبٍ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ



يَشْهَدُ أَنَّكُمْ شُهَدَاءُ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ الْأَحْيَاءِ حَوْلَهُ وَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ زُورُواهُمْ وَأَتُواهُمْ وَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ مُسْلِمٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا رَدُّوا عَلَيْهِ السَّلَامَ.

ترجمہ: حضور ﷺ نے اپنی شفقت بھری نگاہیں حضرت مصعب اور ان کے رفیق شہیدوں پر ڈالیں جو احد کے میدان میں پڑے ہوئے تھے اور بلند آواز سے فرمایا۔ اللہ کا رسول گواہی دیتا ہے کہ تم قیامت کے دن اللہ کے نزدیک شہداء ہو پھر اپنے صحابیوں کی طرف توجہ مبذول فرمائی، جو حضور کے ارد گرد کھڑے تھے اور فرمایا اے لوگو! ان شہیدوں کی زیارت کیا کرو، ان کے پاس آیا کرو انہیں سلام دیا کرو پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے قیامت تک جو مسلمان بھی ان کو سلام عرض کرے گا وہ اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

جب شہداء کے زائرین کا یہ حال ہے تو ان لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ جو قبور انبیاء خصوصاً سید الانبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ و اجمل السلام کی مرقد منور و مبارک کی زیارت کیلئے آتے ہیں، کیا کسی کیلئے یا جائز ہے کہ صلحاء کی قبور کے زائرین پر شرک اور بدعت کی تہمت لگائے؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کا رسول اس کی اجازت دیتا ہے اور شہداء احد کی قبروں کی زیارت کا شوق دلاتا ہے اور ان کی زیارت کرنے والوں کو ایسی بشارت دیتا ہے جس سے دل شاداں و فرحاں ہو جاتا ہے۔

اہل سنت و جماعت میں سے جو مسلمان انبیاء و صلحاء کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں کسی کے دل میں ہرگز یہ خیال نہیں گزرتا کہ اصحاب قبور خدا ہیں (العیاذ باللہ) اور عبادت کے مستحق ہیں یا وہ از خود کسی قسم کے تصرف کی قدرت رکھتے

ہیں۔ اگر کسی نے ان دو بزرگ عالموں کے بارے میں آپ کو یہ اطلاع دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں اور کسی کو اس کا مد مقابل بتاتے ہیں تو اس نے دروغ گوئی کی ہے اور بہتان تراشا ہے یہ دونوں عالم تو عمر بھر یہ گواہی دیتے رہے لا الہ الا اللہ اور ہر سانس کے ساتھ یہ اعلان کرتے رہے اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ اگر بعض لوگ زیارت قبور سے روکتے ہیں تو ان کے نزدیک قبر کی زیارت کرنے والا زیادہ سے زیادہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہی قرار دیا جائے گا۔ کسی کیلئے اس پر شرک اور کفر کا فتویٰ الگانا کیوں کر جائز ہے؟۔ یہ تو حد سے سراسر تجاوز ہے اور اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۴۔ چوتھا اعتراض اس عبارت پر ہے جو ص ۲۳ پر درج ہے اور اس کا تعلق مندرجہ ذیل آیت سے ہے:

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ (۸۹:۲)

حاشیہ کی عبارت درج ذیل ہے:

شان نزول: سید الانبیاء ﷺ کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہو داپنی حاجات کیلئے حضور کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اسی طرح دعا کیا کرتے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَاَنْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ یا رب ہمیں نبی امی کے صدقے فتح و نصرت عطا فرما۔ (اس کے بعد اس کا عربی ترجمہ لکھا گیا ہے)

معتز ضین دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ عبارت شرک اور خرافات سے لبریز ہے کیوں کہ اس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اہل کتاب حضور نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک سے وسیلہ پکڑ کر کفار پر غلبہ حاصل کیا کرتے اور یوں دعا کرتے: **اللَّهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ**۔

معزز اراکین ادراۃ! محشی علام نے یہ روایت اپنی طرف سے نہیں گھڑی، بلکہ اس نے علماء اسلام کی معتبر کتب تفسیر سے اس کو نقل کیا ہے۔

السید محمود الوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ وَنَضِيرٍ كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ مَبْعَثِهِ وَقَالُوا اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ الَّذِي وَعَدْتَنَا أَنْ تَبْعَثَهُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَنْ تَنْصُرَنَا الْيَوْمَ عَلَى عَدُوِّنَا وَيُنصُرُونَا.

ترجمہ: یہ آیت بنی قریظہ اور بنی نضیر (یہود) کے بارے میں نازل ہوئی وہ اوس و خزرج قبائل سے جنگ کے وقت رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے حضور کے وسیلہ سے فتح کی دعائیں مانگتے۔ اور یوں دعا مانگتے اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ تیرے اس نبی کے حق کا واسطہ دے کر جس کو آخری زمانہ میں مبعوث کرنے کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہمیں آج ہمارے دشمنوں پر فتح عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول کرتا اور انہیں فتح نصیب ہوتی۔

اسی طرح علامہ ابو عبد اللہ القرطبی اس آیت کے ضمن میں اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَتْ يَهُودُ خَيْبَرَ تُقَاتِلُ غَطَفَانَ، لَمَّا اتَّقَوْا  
هُزِمَتْ يَهُودُ فَعَادَتْ يَهُودُ بِهَذَا الدُّعَاءِ وَقَالُوا إِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ  
الْأُمِّيِّ الَّذِي وَعَدْتَنَا أَنْ تُخْرِجَهُ لَنَا فِي آخِرِ الزَّمَانِ إِلَّا تَنْصُرْنَا عَلَيْهِمْ قَالَ  
فَكَانُوا إِذَا اتَّقَوْا دَعَوْا بِهَذَا الدُّعَاءِ فَهَزَمُوا غَطَفَانَ .

ترجمہ : حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہودی غطفان سے  
جنگ آزما تھے جب مقابلہ ہوا تو یہودیوں کو شکست ہوئی پھر یہودیوں نے اس  
طرح دعا مانگی: اے اللہ! ہم اس نبی امی کے حق کا واسطہ دے کر جس کا تو نے ہم سے  
وعدہ فرمایا کہ تو اسے آخری زمانہ میں مبعوث فرمائے گا۔ سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں  
ان دشمنوں پر فتح عطا فرما! یہ دعا مانگنے کے بعد جب انہوں نے غطفان سے جنگ کی تو  
غطفان شکست کھا کر بھاگ گئے۔

مولانا محمود حسن (دیوبندی) نے بھی بعینہ یہی روایت اپنے حاشیہ قرآن  
میں نقل کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:  
”قرآن کے اترنے سے قبل جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو  
خدا سے دعا مانگتے کہ ہم کو نبی آخر الزمان اور جو کتاب ان پر نازل ہوگی ان کے طفیل  
کافروں پر غلبہ عطا فرما۔“ (پھر اس کا عربی میں ترجمہ کیا گیا)

اگر ایسی روایت کا نقل کرنا شرک ہے، تو یہ علماء جنہوں نے اس روایت کو اپنی  
تفاسیر میں تحریر کیا ہے وہ سب اس بات کے مستحق ہیں کہ ان پر کفر و شرک کا فتویٰ لگایا  
جائے اور ان کی کتابوں کو نذر آتش کرنے کے احکام صادر کئے جائیں۔ بڑے افسوس  
کی بات ہے کہ جرم ایک ہو، اور اس کی سزائیں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ صفحہ 460 کی جس

عبارت پر اعتراض کیا گیا ہے اس کا مقصود بھی یہی ہے۔

۵۔ پانچواں اعتراض اس حاشیہ پر کیا گیا ہے جس کا تعلق اس آیت کریمہ

سے ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ

فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ (۲۰:۵)

محشی علام نے اس آیت پر یہ حاشیہ رقم کیا ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی تشریف آوری نعمت ہے اور حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس کے ذکر کرنے کا حکم دیا کہ برکات و ثمرات کا سبب

ہے، اس سے محافل میلاد مبارک کے موجب برکات و ثمرات اور محمود و مستحسن ہونے کی

سند ملتی ہے۔ (اس کے بعد اس کا عربی ترجمہ ذکر کیا گیا)

نعمت کے باعث منعم کا شکر واجب ہو جاتا ہے جو شکر ادا نہیں کرتا اس سے وہ

نعمت بسا اوقات چھین لی جاتی ہے، اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو

فرمایا کہ جو نعمت ان کے پروردگار نے ان پر کی ہے اس کو یاد کریں اور وہ نعمت یہ ہے کہ

اس نے ان میں انبیاء مبعوث فرمائے اسی طرح وہ اس نعمت جلیلہ کا شکر ادا کر سکیں گے

اگر بنی اسرائیل میں انبیاء کی بعثت ایک نعمت جلیلہ ہے اور اس کو یاد رکھنا ان پر لازم کیا

کیا ہے تو سید الانبیاء والمرسلین کی بعثت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

بلاشبہ حضور کی بعثت اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک رفیع

الشان نعمت ہے اور ہر مومن پر فرض ہے جس کو اس نعمت سے حصہ ملا ہے کہ وہ اس کو

فراموش نہ کرے، بلکہ اس کو ہمیشہ یاد کرتا رہے اور اس رب کریم کا شکر ادا کرنے میں

کوشاں رہے جس نے اپنے حبیب کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا اور اس کی تشریف آوری سے ہمیں دین حنیف اور شریعت بیضاء سے سعادت مند کیا۔ اسی نبی کریم ﷺ کے حکیمانہ کلمات اور قیمتی پسند و نصائح سے شرک اور گمراہی کے پنجوں سے ہمیں نجات ملی۔ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی ارفع و اعلیٰ نعمت ہے؟ جو شخص اس نعمت پر اپنے رب کا شکر ادا نہیں کرتا پس وہ کس نعمت کو یاد کرے گا اور کس پر اپنے خالق کا شکر ادا کرے گا؟

ادارة البحوث العلمیة کے معزز اراکین! محافل میلاد کے انعقاد کا یہی مقصد ہے، مسلمان وہاں جمع ہوتے ہیں، اپنے رب کریم کی حمد و ثنا کرتے ہیں اور اپنے دل کی گہرائیوں سے اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اپنے حبیب اور نبی ﷺ کو مبعوث فرما کر ان پر اپنا عظیم احسان فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ کے رسول پر صلوة و سلام پڑھتے ہیں جس طرح ان کے رب نے ان کو حکم دیا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ اور اس سے اس امر کی توفیق مانگتے ہیں کہ رشد و ہدایت کا جو پیغام لے کر ان کا رسول اس کی بارگاہ سے آیا ہے اس کی پیروی کی انہیں توفیق نصیب ہو، پھر کوئی عالم تقریر کرتا ہے اور اپنی اس تقریر میں خدا کی نافرمانی کرنے والوں کو اس عذاب سے ڈراتا ہے اور اس کی پیروی کرنے والوں کو اس کی رحمت کی بشارت دیتا ہے، کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت پیدا ہو رہے ہیں اور نہ ہم میں سے کسی کا یہ عقیدہ ہے کہ اس مبارک رات میں ہی محفل میلاد منعقد ہو سکتی ہے اور اس سے آگے یا پیچھے اس کا انعقاد جائز نہیں، محافل میلاد کے منعقد کرنے میں ایک اور زبردست فائدہ

بھی ہے کہ اس سے شرک کی جڑیں کٹ جاتی ہیں کیوں کہ جب ہم میلاد شریف کا دن مناتے ہیں اور اپنی تقریروں میں یہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت فلاں مہینہ میں فلاں روز ہوئی تو گویا ہم سارے اہل علم کے سامنے اعلان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی کمال شان اور رفعت منزلت کے باوجود خدا نہیں ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ازلی ہے، سرمدی ہے، قدیم ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہم پلہ ہے، پس اس شخص کے لئے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے کیوں کر روا ہے کہ وہ ایک مومن پر کفر کی تہمت لگائے کیوں کہ وہ اپنے نبی کریم ﷺ کی ولادت پر ایک اجتماع کرتا ہے تاکہ اس احسان عظیم کا شکر جو اس کے ذمہ واجب ہے اسے ادا کرے، اس آیت کے متعلق جو حاشیہ محشی علام نے لکھا ہے اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے اور جس نے ان پر شرک و بدعت کی تہمت لگائی ہے اور ان کی طرف ایسی چیز منسوب کی جو ان کے دل میں کھٹکی تک نہیں، پس ایسے شخص سے بارگاہ الہی میں باز پرس کی جائے گی اور یہ باز پرس بہت سخت ہوگی۔

ہم چاہتے ہیں کہ معزز اراکین ادارہ الحجوت کی توجہ اس تعلق کے آخری جملہ کی طرف مبذول کرائیں تاکہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے وہ لکھتے ہیں۔ ”اس سے محافل میلاد مبارک کے موجب برکات و ثمرات اور محمود و مستحسن ہونے کی سند ملتی ہے“ (اس کے بعد اس کا عربی ترجمہ کیا گیا۔)

اس آخری جملہ سے ثابت ہو گیا کہ محشی علام کے نزدیک محافل میلاد کا انعقاد ضروریات دین سے نہیں کہ جو اس کا انعقاد نہ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج

ہو جائے اور اس طرح یہ بھی واضح ہوا کہ یہ امر فرائض و واجبات شریعت سے نہیں تاکہ جو اس کا تارک ہو وہ فاسق قرار پائے، زیادہ سے زیادہ یہ بات محمود و مستحسن ہے امور مستحسنہ اور اعمال محمودہ کو تکفیر کا معیار مقرر کرنا ایک ناپسندیدہ جسارت ہے ایک طرف اتحاد اور اتفاق کی دعوت اور ساتھ ہی اتحاد کی بنیادوں پر کدالیں مارنا ایک عجیب و غریب بات ہے۔

اب ہم اس حاشیہ کے بارے میں بحث کریں گے جس کا تعلق مندرجہ

ذیل آیت کریمہ سے ہے:

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ  
لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ  
وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ (۶: ۵۰)

یہ آیت بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے، گویا یہ عقیدہ توحید کا ستون ہے اور دین فطرت کی بنیاد ہے جو اس سے سر موہٹا وہ راہ راست سے بھٹک گیا اور آتش جہنم میں جاگرا۔

شیخ فاضل کی تعلق اس آیت کے بارے میں بڑی سود مند ہے اس کا مطالعہ ان تہمتوں کو رد کرنے کے لئے کافی ہے، جو محشی علام پر لگائی گئی ہیں ایک انصاف پسند شخص کو کسی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی۔

حضرات اعضاء سے درخواست ہے کہ وہ اس کو وقتِ نظر سے پڑھیں انہیں حق عیاں نظر آئے گا اور محشی کا عقیدہ، توحید واضح اور نکھر کر سامنے آجائے گا جس کے قریب شک و شبہ کا گزر ممکن نہیں، کفار مکہ حضور ﷺ سے ایسے سوالات



پوچھتے جو حضور ﷺ کے منصب نبوت اور شان رسالت سے کوئی مناسبت نہ رکھتے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت اتاری، حاشیہ کی عبارت درج ذیل ہے:

آپ فرمادیجئے کہ میرا دعویٰ یہ تو نہیں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں جو تم مجھ سے مال و دولت کا سوال کرو اور میں اس کی طرف التفات نہ کروں تو رسالت سے منکر ہو جاؤ۔ نہ میرا دعویٰ ذاتی غیب دانی کا ہے کہ اگر میں تمہیں گزشتہ یا آئندہ کی خبریں نہ بتاؤں تو میری نبوت ماننے میں عذر کر سکو، نہ میں نے فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ کھانا، پینا، نکاح کرنا قابل اعتراض ہو، تو جن چیزوں کا دعویٰ ہی نہیں کیا ان کے بارے میں سوال بے محل ہے اور اس کی اجابت مجھ پر لازم نہیں میرا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے اور جب اس پر زبردست دلیلیں اور قوی براہین قائم ہو چکیں تو غیر متعلق باتیں پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ (اس کے بعد اس کا عربی ترجمہ کیا گیا)

ہمیں امید ہے کہ اس حاشیہ کے پڑھنے اور غور و فکر کرنے کے بعد آپ ہم سے اس بات میں اتفاق کریں گے کہ آیت کا مفہوم اور مقصود یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا جو مطلب ہے اس سے سرموانحراف نہیں کیا گیا۔

ہم اس گروہ سے پوچھتے ہیں جنہوں نے اس بلیغ ترجمہ اور بدیع حاشیہ کے بارے میں شور و غوغا برپا کر رکھا ہے اور ایسے متقی اور پاکباز عالم پر شرک اور گمراہی کی تہمت لگائی ہے، انہوں نے کس دلیل سے استناد کیا ہے اور کس حجت پر استناد کیا ہے؟

محشی نے مشرکین کے نام معقول سوالوں کا بطلان ثابت کرنے کے بعد ایک اور شبہہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جو اس موضوع کے بارے میں اٹھایا جاتا ہے وہ یہ کہ حضور ﷺ امور غیبیہ میں سے تعلیم الہی کے باوجود کسی چیز کو نہیں جانتے یہ نظریہ بھی غلط اور باطل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں، کیوں کہ یہ نظریہ منصب نبوت اور اس کے فرائض کے منافی ہے اللہ تعالیٰ کسی نبی کو اس لئے مبعوث کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو ان حقائق پر مطلع کرے جن کو وہ اپنے ظاہری اور باطنی جو اس سے سمجھنے سے قاصر ہیں، اسی طرح عقل انسانی بھی ان کے ادراک کی طاقت نہیں رکھتی جس طرح وحی، ملائکہ، آسمانی کتب اور جن آیات میں احکام الہی کا ذکر ہے ان پر عمل کرنے کی صحیح صورت۔ اور وہ امور جو قیامت کے دن وقوع پذیر ہوں گے یہ ساری چیزیں امور غیبیہ ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو تعلیم دی اور حضور نے اللہ کی مخلوق تک ان حقائق غیبیہ کو پہنچایا، جس طرح یہ بات حق ہے کہ غیب کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جان سکتا، اسی طرح یہ امر بھی شک و شبہہ سے بالاتر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بعض امور غیبیہ پر مطلع کیا اور اس کے رسول نے اہل ایمان کو ان کی استعداد کے مطابق آگاہ کیا، یہی چیز ہے جس کے بارے میں جمہور علماء اسلام نے صراحتاً بیان کیا ہے۔ نصوص قرآنیہ اس کی تائید کرتی ہیں اور احادیث نبویہ بکثرت اس کی تاکید کرتی ہیں، اگر کسی شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ مترجم اور محشی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ امور غیبیہ میں سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے بغیر جانتے ہیں تو اس کا یہ گمان باطل ہے، اس کا کوئی وجود نہیں بلکہ یہ حد درجہ فتیح بہتان ہے، اسی طرح اس شخص نے بھی نفس غلطی

کا ارتکاب کیا جس نے یہ گمان کیا کہ مترجم اور محشی کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علوم کتنا یا کیفاً علوم الہیہ کے برابر ہیں۔ دونوں حضرات نے اپنی تصانیف میں بار بار اس حقیقت کو صراحت سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہی ہیں اور حضور علیہ السلام کے علوم متناہی ہیں اور حضور ﷺ کے علوم متناہیہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہیہ کی طرف اس سے بھی کم ہے جو نسبت چڑیا کی چونچ میں ایک قطرہ آب کو سارے جہان کے بحار ذخار سے ہے۔

اے معزز اراکین! آپ یقین کیجئے کہ جس گروہ نے آپ کے سامنے یہ ترجمہ اور اس کا حاشیہ پیش کیا ہے انہوں نے اپنے علمی فریضہ کی ادائیگی میں امانت کا ثبوت نہیں دیا اور اس دینی فریضہ کو ادا کرنے میں ایک عظیم خیانت کا ارتکاب کیا ہے انہوں نے اس سازش سے یہ چاہا ہے کہ پاکستان کے مومن اور موحد عوام کے درمیان اور اس مملکت عربیہ سعودیہ کے درمیان اختلاف اور انشقاق پیدا کریں جو مسلمانوں کو آپس میں متحد اور متفق کرنے میں حد درجہ حریص ہے اور مغفور و مرحوم ملک فیصل شہید کے زمانہ سے لے کر آج کے دن تک لگا تار کوشاں اور سرگرم ہے کہ اہل ایمان کے درمیان اتفاق و محبت کے جذبات پیدا ہو جائیں۔

.....ساتواں اعتراض اس حاشیہ پر کیا گیا ہے جو صفحہ نمبر ۲۰۹ پر درج ہے۔

پہلے اردو تعلق کا مطالعہ فرمائیے:

قاموس میں ہے کہ ایام اللہ سے اللہ کی نعمتیں مراد ہیں حضرت ابن عباس، ابی بن کعب و مجاہد و قتادہ نے بھی ایام اللہ کی تفسیر (اللہ کی نعمتیں) فرمائیں۔ مقاتل کا قول ہے کہ ایام اللہ سے وہ بڑے وقائع مراد ہیں جو اللہ کے امر سے واقع ہوئے،

بعض مفسرین نے فرمایا کہ ایام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعام کئے، جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے من و سلوی اتارنے کا دن، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا میں راستہ بنانے کا دن (خازن، مدارک، مفردات) ان ایام اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن سید عالم ﷺ کی ولادت و معراج کے دن ہیں ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے اسی طرح اور بزرگوں پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوئیں یا جن ایام میں واقعات عظیم پیش آئے جیسا کہ دسویں محرم کو کربلا کا واقعہ ہانلہ، ان کی یادگاریں قائم کرنا بھی تذکیر بایام اللہ میں داخل ہے بعض لوگ میلاد شریف، معراج شریف اور ذکر شہادت کے ایام کی تخصیص میں کلام کرتے ہیں انہیں اس آیت سے نصیحت پزیر ہونا چاہیے۔

(اس کے بعد اس کا عربی ترجمہ لکھا گیا)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان ایام کی یاد جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر نعمتیں فرمائیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک پسندیدہ امر ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انعام کئے، اگر بنی اسرائیل کا فرعون کی غلامی کی ذلت سے آزاد ہونا، سلامتی کے ساتھ بحر احمر کو عبور کرنا، ان پر من و سلوی کا نازل ہونا، موسیٰ علیہ السلام کو تورات کا عطا ہونا بنی اسرائیل پر ایام اللہ ہیں، ان کو یاد رکھنے اور ان پر شکر کرنے کا انہیں حکم دیا گیا ہے تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت، حضور پر قرآن کے نزول، شب معراج، شب ہجرت، فتح مکہ کا دن، حجۃ الوداع کا دن اور دیگر ایسے بابرکت واقعات جنہوں نے تاریخ انسانی کا رخ موڑ دیا، یقیناً اللہ تعالیٰ کے ان ایام میں

بزرگ ترین اور اشرف ترین دن ہیں جن کو یاد رکھنا اور ان نعمتوں پر شکر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا سبب ہے بلکہ اس کے حکم کی بجا آوری ہے۔

شاید معترضین نے ان آیت کریمہ کو سمجھنے کے لئے معمولی سی کوشش بھی نہیں کی، تمام تہذیب یافتہ اقوام کے لئے ایسے دن ہیں جن کی تاریخی اور قومی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور وہ ان دنوں کو منایا بھی کرتے ہیں، جیسے غلاموں کی زنجیروں سے آزادی حاصل کرنے کا دن، اپنے دشمنوں پر فتح مبین حاصل کرنے کا دن اور یہ محافل ہر قوم کے بہادر اور حریت شعار فرزندوں کی قربانیوں، جانبازیوں کی یادوں کو تازہ کرنے کا سبب بنتی ہیں اور یہ یاد دہانیاں قوم میں ایک نئی روح پھونک دیتی ہیں اور ان کی رگوں میں جوش و نشاط اور زندگی کی لہر دوڑا دیتی ہیں حکومت عربیہ سعودیہ بھی ہر سال ماہ ذی الحجہ کی چار تاریخ کو اپنے قومی دن کے منانے کا اہتمام کرتی ہے، اسی طرح پاکستان میں ہم ۱۴- اگست کا دن مناتے ہیں اور یہ ہماری جدید تاریخ کا وہ درخشاں اور تاباں دن ہے جب برصغیر ہند کے مسلمانوں نے دو صدیوں تک انگریز کی غلامی کی تلخیوں کو چکھنے کے بعد ان کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ ڈالا اور آزادی حاصل کی، اس دن کو منانے میں پاکستان کے موحد اور مومن عوام اور ان کی اسلامی حکومت بے نظیر جوش و خروش سے شریک ہوتی ہے اسی طرح دیگر ممالک اسلامیہ میں بھی ایسے ایام ہیں جن کو انکی تاریخی اور قومی اہمیت کے پیش نظر وہاں کے عوام اور حکومتیں منایا کرتی ہیں اور کبھی کسی کے دل میں یہ خیال نہیں گزرا کہ ایسے دن منا کر وہ شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں یا شریعت اسلامیہ کے احکام سے منحرف ہو رہے ہیں، ہم نے ان معترضین سے کبھی نہیں سنا

کہ انہوں نے اس وجہ سے امت مسلمہ پر شرک اور انحراف کا فتویٰ صادر کیا ہو۔  
 جب ان تاریخی اور قومی ایام کو منانا جائز ہے بلکہ ایک قابل تعریف اور  
 مستحسن عمل ہے اور اعتراض کرنے والے حضرات بھی بڑے جوش و خروش سے ان  
 میں شرکت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی سب سے بزرگ تر اور اشرف ترین نعمت کے  
 دنوں کو منانا کیونکر شرک، غوایت اور عقاید اسلامیہ سے انحراف ہو گیا؟ ہم اس  
 اندھے تعصب سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

۸..... آٹھواں اعتراض اس حاشیہ پر کیا گیا ہے جو صفحہ نمبر ۳۷۳ پر درج ہے اور  
 جس کا تعلق مندرجہ ذیل آیت سے ہے:

قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمُ

مَسْجِدًا (۲۱:۱۸)

(ترجمہ) کہنے لگے وہ لوگ جو غالب تھے اپنے کام پر کہ بخدا ہم تو ضرور

ان پر ایک مسجد بنائیں گے۔

محشی علام نے اس آیت پر یہ حاشیہ رقم فرمایا ہے۔

جس میں مسلمان نماز پڑھیں او دان کے قرب سے برکت حاصل  
 کریں۔ (مدارک)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا

اہل ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن پاک میں اس کا ذکر فرمانا اور اس کو منع نہ کرنا  
 اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔

مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے جوار میں برکت حاصل

ہوتی ہے اس لیے اہل اللہ کے مزارات پر لوگ حصول برکت کے لئے جایا کرتے ہیں اور اس لیے قبروں کی زیارت سنت اور موجب ثواب ہے۔

(اس کے بعد اس کا عربی ترجمہ لکھا گیا)

محشی علام کا یہ قول ان کا من گھڑت نہیں بلکہ انہوں نے علماء ربانیین سے اس کو نقل کیا ہے علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ نے اپنی تفسیر روح البیان میں اس آیت کے ضمن میں اسے لکھا ہے:

لَنْبَيْنَ عَلَى بَابِ كَهْفِهِمْ مَسْجِدًا يُصَلِّي فِيهِ الْمُسْلِمُونَ  
وَيَتَبَرَّكُونَ بِمَكَانِهِمْ.

(ترجمہ) کہ ہم انکی غار کے دروازے پر مسجد بنائیں گے مسلمان اس میں نماز ادا کریں گے اور ان کے قریب سے تبرک حاصل کریں گے۔ اسی طرح امام ابوالبرکات النسفی نے اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں یہ تفسیر بیان کی ہے اور علامہ سید محمود آلوسی نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحقیق حق کا حق ادا کر دیا ہے۔

انہوں نے اس مقام پر وہ احادیث ذکر کی ہیں جن میں قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع فرمایا گیا ہے اور لکھا ہے کہ احادیث کا معنی یہ ہے کہ نفس قبر پر مسجد تعمیر کی جائے یا قبر کو مسجد لئیہ بنایا جائے اور اس کے جواز کا کسی نے قول نہیں کیا اور یہاں ان لوگوں کا ان پر مسجدیں بنانا اس انداز سے نہیں جو ممنوع ہے اور جس کا قائل ملعون ہے۔ اس کے بعد ان کی عبارت پیش خدمت ہے۔

وَأِنَّمَا هُوَ اتِّخَاذُ مَسْجِدٍ عِنْدَهُمْ قَرِيْبًا مِّنْ كَهْفِهِمْ ..... وَمِثْلُ  
هَذَا الْإِتِّخَاذِ لَيْسَ مَحْظُورًا إِذْ غَايَةُ مَا يَلْزَمُ هَلِي ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ

نِسْبَةُ الْمَسْجِدِ إِلَى الْكَهْفِ الَّذِي هُمْ فِيهِ كُنُسِبَةُ الْمَسْجِدِ إِلَى  
الْمَرْقَدِ الْمُعْظَمِ ﷺ (روح المعانی)

یعنی انہوں نے مسجد ان کے غار کے قریب بنائی تھی اور اس طرح کی مسجد  
بنانا شریعت میں ممنوع نہیں اس سے زیادہ سے زیادہ لازم آتا ہے کہ اس مسجد کی  
نسبت ان کے غار کی طرف کر دی جائے جس طرح مسجد نبوی کی نسبت حضور سرور  
عالم ﷺ کے مرقد معظم کی طرف کی جاتی ہے۔

علامہ آلوسی کی اس روشن عبارت سے حق واضح ہو گیا۔ شک دور ہو گیا اور  
بعینہ یہی چیز ہے جس کو فاضل محشی نے بیان کیا ہے اور ان کی عبارت علماء کرام کی  
تصریحات سے بالکل ہم آہنگ ہے اس لئے کسی شخص کے لئے کیوں کر روا ہے کہ  
وہ ایسے فاضل جلیل پر شرک اور تحریف کی تہمت لگائے۔؟

۹..... نواں اعتراض اس حاشیہ پر ہے جس کا تعلق مندرجہ ذیل آیات سے  
ہے:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ

(الآیة ۱۸: ۱۱۰)

انبیاء و رسل کی بشریت کی بحث ابھی گزر چکی ہے، ہم نے تفصیل سے  
بیان کیا ہے کہ مترجم اور محشی دونوں کا یہ اعتقاد ہے جس طرح تمام مسلمانوں کا اعتقاد  
ہے کہ انبیاء بشر ہیں اور ابوالبشر آدم علیہ السلام کی ذریت سے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ  
نے انہیں ایسی خوبیوں سے ممتاز کیا ہے اور ایسے فضائل حمیدہ سے متصف کیا ہے کہ  
کسی غیر نبی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ ان کمالات و محامد میں ان کا شریک ہو سکے، اللہ



تعالیٰ نے انہیں منصب نبوت پر فائز کیا ہے، ان پر وحی نازل کی ہے، ان کی رسالت پر ایمان لانے کو ضروریات دین میں شمار کیا ہے، ان کی اطاعت اور انکی قولی، فعلی سنتوں کی اتباع کو اپنے بندوں پر واجب قرار دیا ہے، اب کسی غیر نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ان چیزوں سے کسی چیز کا اپنے لیے دعویٰ کرے، جس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے یا اس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے یا علی الاطلاق اس کی اتباع واجب ہے، اس نے افترا کیا خود گمراہ ہوا اور دوسروں کو گمراہ کیا اور راہ حق سے بھٹک گیا۔

محشی علام نے اس حاشیہ کے پہلے جملہ میں یہ چیز صراحت سے بیان کی ہے کہ بشری عوارض اور حالات نبی پر بھی طاری ہوتے ہیں وہ بھوک، پیاس محسوس کرتا ہے، وہ زخمی ہوتا ہے، وہ بیمار ہوتا ہے جس طرح یہ عوارض و حالات دوسرے انسانوں کو لاحق ہوتے ہیں، لیکن نبوت کی حیثیت سے کوئی شخص بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا، خواہ معاشرہ میں اس کا مقام کتنا اونچا ہو اور اس کی قدر و منزلت کتنی بلند ہو، اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم انبیاء و رسل کی تکریم و تعظیم کریں جو شخص ان کی توہین کرتا ہے اور ان کی تنقیص شان کا ارادہ کرتا ہے وہ خائب و خاسر ہوتا ہے۔ کفار کو جب ان کے نبی قبول حق کی دعوت دیتے اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کی طرف بلا تے تو وہ انکار کرتے، سرکشی کرتے اور غصے سے لالہ پیلے ہو کر ان کو بڑا درشت اور سخت لہجہ میں یوں جواب دیتے: مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا کہ تم ہماری طرح ہی بشر ہو، وہ اپنے نبی کے لئے بشر کا لفظ توہین اور تنقیص کے لئے استعمال کرتے اس لغزش سے بچنے کے لئے ہمیں علماء ربانیین نے یہ حکم دیا

اور تاکید کی کہ ہم جب بشر کا لفظ انبیاء کے لئے استعمال کریں تو کسی ایسے کلمہ کا اضافہ کہیں جو تعظیم اور تکریم پر دلالت کرتا ہو۔

۱۰..... دسواں اعتراض اس حاشیہ پر ہے جس کا تعلق سورہ نحل کی آیت نمبر ۶۵ سے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (۶۵:۲۷)

اس تعلق پر اعتراض کیا گیا کہ یہ شرک اور تحریفات سے آلودہ اور لبریز ہے، پہلے ہم آپ حضرات کی خدمت میں وہ تعلق اردو میں پیش کرتے ہیں پھر اس کا عربی ترجمہ پیش کریں گے اور پھر ادارہ الجوث کے معزز فضلاء سے اس تعلق کے بارے میں ان کی رائے دریافت کریں گے۔

”وہی جاننے والا ہے غیب کا، اس کو اختیار ہے جسے چاہے بتائے، چنانچہ اپنے پیارے انبیاء کو بتاتا ہے جیسا کہ سورہ آل عمران میں ہے،

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ .

یعنی اللہ کی شان نہیں کہ تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ تعالیٰ جن لیتا ہے اپنے رسولوں میں جسے چاہے اور بکثرت آیات میں اپنے پیارے رسولوں کو غیبی علوم عطا فرمانے کا ذکر فرمایا گیا، خود اسی پارے میں اس سے اگلے رکوع میں وارد ہے: وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ .

یعنی جتنے غیب ہیں آسمان و زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں

ہیں۔ (اس کے بعد اس کا عربی ترجمہ پیش کیا گیا)

ہم نے ابھی ابھی علم غیب کے مسئلے پر بالتفصیل بحث کی ہے اور ہم نے مترجم و محشی کی اس مسئلہ کے بارے میں رائے ذکر کی ہے، کہ غیب کا علم اللہ جل جلالہ کے ساتھ مختص ہے اور کوئی بھی اسے نہیں جان سکتا۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کا علم سکھائے۔ ہم نے اس بارے میں گفتگو کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بذات خود غیب کو نہیں جانتے بلکہ غیب میں سے جتنا اللہ تعالیٰ چاہے اپنے حبیب کو اس کی تعلیم دے دیتا ہے اور یہ بھی ہم نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہی ہیں اور حضور سرور کائنات ﷺ کے علوم متناہی ہیں اور حضور ﷺ کے علم متناہی کی نسبت اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی علم کے ساتھ اس نسبت سے بھی بہت قلیل ہے جو ایک قطرہ آب کو دنیا بھر کے سمندروں کے پانی کے ساتھ ہے پس شرک کہاں لازم آیا؟۔

اے بزرگ اراکین ادارۃ الحجوث! بخدا اس شخص کے بارے میں فرمائیے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے، قدیم ہے اور اس کے نبی کا علم ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے سکھانے سے ہے اور اسی طرح قدیم بھی نہیں حادث ہے نیز اللہ تعالیٰ کا علم کسی حد تک ختم نہیں ہوتا اور حضور ﷺ کا علم ایک محدود حد سے آگے تجاوز نہیں کر سکتا، جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کیا اسے شرک مانا جائز ہے؟۔

اب آخر میں ہم اس دل خراش تنقید کی طرف توجہ دینا چاہتے ہیں جس کا تعلق اس حاشیہ سے ہے جو سورہ یاسین کی آیت نمبر ۱۲ پر لکھا گیا ہے شاید اس دل خراش تنقید کا محل، بدعت کی مختلف اقسام کا بیان ہے، لیکن یہ بھی ایک مسئلہ

امر ہے کہ یہ تقسیم محشی نے خود اختراع نہیں کی بلکہ جید علماء اسلام سے نقل کی ہے مثلاً  
امام نووی علامہ ملا علی قاری، علامہ ابن عابدین اور ان کے علاوہ بے شمار محققین۔

پہلے آپ کی خدمت میں ردالمحتار کی عبارت پیش کرتا ہوں:

إِنَّهَا قَدْ تَكُونُ مُحَرَّمَةً وَقَدْ تَكُونُ وَاجِبَةً كَنُصْبِ الْأَدِلَّةِ لِلرَّدِّ  
عَلَى أَهْلِ الْفِرْقِ الضَّالَّةِ وَتَعَلُّمِ النَّحْوِ لِفَهْمِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمَنْدُوبَةَ  
كَاحْدَاثِ نَحْوِ رِبَاطٍ وَمَدْرَسَةٍ وَكُلِّ إِحْسَانٍ لَمْ يَكُنْ فِي الصَّدْرِ  
الْأَوَّلِ وَمَكْرُوهَةً كَزُخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ وَمُبَاحَةً كَالْتَوْسَعِ بِلَذِيذِ  
الْمَأْكَلِ وَالْمَشَارِبِ وَالشِّيَابِ كَمَا فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلْمَنَاوِي  
عَنْ تَهْدِيبِ النُّوَوِيِّ وَمِثْلُهُ فِي الطَّرِيقَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ لِلْبُرْكَانِيِّ.

ترجمہ: علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ بدعت کبھی حرام ہوتی ہے کبھی  
واجب، جس طرح گمراہ فرقوں کے پیدا کیے ہوئے شبہات کو دور کرنے کے لئے  
دلائل پیش کرنا یا کتاب و سنت کے سمجھنے کے لئے نحو کا پڑھنا اور کبھی مستحب ہوتی ہے  
جیسے کوئی سرائے یا مدرسہ تعمیر کرنا یا ہر وہ نیک کام جو صدر اول میں نہیں کیا گیا اور کبھی  
مکروہ ہوتی ہے جس طرح مساجد کو بمبالغہ آراستہ کرنا اور کبھی مباح ہوتی ہے جس  
طرح لذیذ کھانوں اور مشروبات میں توسیع اور خوبصورت لباس، جس طرح امام  
مناوی نے شرح جامع صغیر میں نقل کیا ہے اور اسی طرح برکلی نے طریقہ محمدیہ میں  
بیان کیا ہے۔

امام نووی نے اپنی مشہور کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں کلمہ بدعت  
کی یوں توضیح کی ہے:

الْبِدْعَةُ بِكُسْرِ الْبَاءِ فِي الشَّرْعِ هِيَ إِحْدَاثُ مَا لَمْ يَكُنْ فِي  
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ مُنْقَسِمَةٌ إِلَى حَسَنَةٍ وَقَبِيحَةٍ وَقَالَ الشَّيْخُ  
الْإِمَامُ الْمُجْتَمِعُ عَلِيُّ إِمَامَتِهِ وَجَلَالَتِهِ وَتَمَكُّنِهِ فِي أَنْوَاعِ الْعُلُومِ  
وَبِرَاعَتِهِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَرَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ فِي آخِرِ كِتَابِ الْقَوَاعِدِ الْبِدْعَةُ مُنْقَسِمَةٌ إِلَى وَاجِبَةٍ وَمُحَرَّمَةٍ  
وَمَنْدُوبَةٍ وَمَكْرُوهَةٍ وَمُبَاحَةٍ .

ترجمہ: بدعت بکسر باء شریعت میں ایسی چیز کو پیدا کرنا جو حضور ﷺ  
کے عہد ہمایوں میں نہ تھی، اس کی دو قسمیں ہیں حسنہ اور سیئہ۔ الشیخ الامام جن کی  
امامت، جلالت شان اور ہر قسم کے علوم میں مہارت و پختگی پر سب علماء کا اجماع ہے  
یعنی ابو محمد عبدالعزیز بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ کتاب القواعد کے آخر میں تحریر  
فرماتے ہیں کہ بدعت کو ان اقسام کی طرف تقسیم کیا گیا ہے۔

وہ بدعت جو واجب ہے وہ بدعت جو حرام ہے وہ بدعت جو مکروہ ہے وہ

بدعت جو مباح ہے۔

فاضل محشی نے علماء اعلام کی تحقیق کی پیروی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ  
بدعت سیئہ وہ ہے جس سے کوئی سنت نبوی ٹٹی ہو اور اس کے روشن آثار ختم ہوتے  
ہوں۔

صدقات مالیہ اور اعمال حسنہ کا ایصال ثواب فوت شدہ مسلمانوں کے  
لئے ہرگز بدعت نہیں، بلکہ یہ سنت ہے جس کا حکم حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو دیا  
امام بخاری، مسلم نے اپنی صحیحین میں صحیح اسناد کے ساتھ متعدد حدیثیں روایت کی

ہیں، ان میں سے ایک سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ انہوں نے ایک کنواں اپنی والدہ کے لئے کھدوایا جن کا انتقال بغیر وصیت کے ہو گیا اور اس کنوئیں کا نام ”بئر ام سعد“ رکھا گیا، اس حاشیہ میں جن امور کا ذکر ہے مثلاً تیجہ، چالیسواں، گیارہویں وغیرہ سے، مراد ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں ہیں، کیوں کہ صدقہ کرنے والوں کو مختلف اوقات میں ایصالِ ثواب کے لئے فرصت ملتی ہے، بعض وہ ہیں جن کو تیسیرے دن فرصت ملتی ہے، بعض کو ساتویں دن، بعض ایسے ہیں جن کو چالیسویں دن اور کسی کو کسی اور دن یہ فرصت مہیا ہوتی ہے اور ہر شخص اپنی سہولت کے مطابق اپنے فرصت کے اوقات میں اس امر مسنون پر عمل پیرا ہوتا ہے بایں اہل سنت میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ موتی کے لئے ایصالِ ثواب صرف فلاں فلاں مخصوص دن میں ہوتا ہے نہ اس سے پہلے ایصالِ جائز ہے اور نہ اس دن کے بعد، آپ حضرات پر ہمارے رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث مخفی نہیں ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا:

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالغَرِيقِ الْمَتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةَ تَلْحَقُهُ مِنْ أَبِي أَوْ أُمِّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ فَإِذَا لَحِقَهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا (الحديث) رواه البيهقي في شعب الإيمان

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قبر میں میت کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے ڈوبنے والے فریاد کرنے والے کی ہوتی ہے وہ رکی دعا کا شدت سے انتظار کرتا ہے جو اسے اپنے باپ، ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے پس

جب اسے یہ دعا پہنچتی ہے تو دنیا و ما فیہا سے یہ دعا سے محبوب ہوتی ہے، اس حدیث کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے، امام مسلم نے اپنی صحیح میں ایک خاص باب رقم کیا ہے جس کا عنوان ہے ”باب وصول ثواب الصدقات الی المیت“ یعنی وہ باب جس میں میت کی طرف صدقات کے ثواب کے پہنچنے کا ذکر ہے اس عنوان کے نیچے انہوں نے متعدد احادیث درج کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

مَا رَوَتْهُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ  
لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أُمِّي أَفْتَلَتُ نَفْسَهَا إِنِّي أَظْنُهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ  
أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ .

ترجمہ نام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! میری ماں اچانک فوت ہوگئی اور میرا گمان ہے اگر وہ بات کرتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے اجر ملے گا؟ حضور نے فرمایا: ہاں

امام نووی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فِي هَذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَاسْتِحْبَابُهَا وَأَنَّ  
ثَوَابَهَا يَصِلُهُ وَيَنْفَعُهُ وَيَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ أَيْضًا وَهَذَا كُلُّهُ أَجْمَعٌ عَلَيْهِ  
الْمُسْلِمُونَ .

ترجمہ: اس حدیث سے میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا جواز اور اس کا مستحب ہونا ثابت ہوا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ کا ثواب جس کو پہنچائے اس کو نفع

دیتا ہے، صدقہ کرنے والے کو بھی نفع پہنچتا ہے اور یہ ساری بات وہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اسی صفحہ پر چند سطر میں اور امام نووی لکھتے ہیں:

وَفِيهِ أَنَّ الدُّعَاءَ يَصِلُ ثَوَابُهُ إِلَى الْمَيِّتِ وَكَذَلِكَ الصَّدَقَةُ  
وَهُمَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِمَا .

اس سے ثابت ہوا کہ دعا کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اسی طرح صدقہ کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اور یہ دونوں ایسی چیزیں ہیں جن پر سب کا اجماع ہے۔ البتہ اس حاشیہ کی چند آخری سطروں میں تحریک وہابیہ کے بارے میں کچھ سختی و درشتی پائی جاتی ہے، لیکن اس کی ایک خاص وجہ ہے یہ حواشی ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ ہوا لکھے گئے، اس وقت تحریک وہابیہ میں بڑا تشدد پایا جاتا تھا ان کا دعویٰ یہ تھا کہ عقیدہ توحید پر صرف وہی قائم ہیں، باقی ساری امت اسلامیہ سیدھے، راستے سے بھٹک گئی ہے اور اس نے شرک اور بدعت کو اختیار کر لیا، العیاذ باللہ اور یہ ایک طبعی امر ہے کہ اس کا رد عمل بھی شدید ہوا، حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند کے کبار علماء نے بھی ایسی کتابیں اور رسائل تالیف کئے جن میں انہوں نے حرکت وہابیہ پر شدت اور سختی سے تنقید کی، اگر آپ چاہیں مولانا سید حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی تالیف الشہاب الثاقب کا مطالعہ فرمائیں۔ لیکن آج حالات اچھے ہو رہے ہیں، الحمد للہ سختی کی جگہ اب فراخ دلی اور سوء ظن کی جگہ حسن ظن نے لے لی ہے اور اس تبدیلی کے پھل بڑے شیریں ہوں گے، اس کے نتائج اسلام اور اہل اسلام کے لئے نفع بخش ہوں گے۔



مرحوم مغفور الملک الفیصل پہلے اسلامی راہنما تھے جنہوں نے مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور ان کی بکھری ہوئی صفوں کو منظم کرنے کی ضرورت کا احساس کیا انہوں نے عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں بسنے والے تمام مسلمانوں کو اسلام کے پرچم کے نیچے جمع ہونے کی دعوت دی۔ انہوں نے بڑی بلند آواز سے یہ فریاد کی اور یہ فریاد ان کے شفیق اور کریم دل کی گہرائیوں سے بلند ہوئی تھی، اس لئے تمام مسلمان عوام اور اسلامی حکومتیں ان کی اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے مملکت سعودیہ کے اس فرمانروا کے اس مبارک اقدام سے اختلاف وانشقاق کی شدت میں کمی آئی شروع ہوئی اور حسد اور بغض کے انگارے ٹھنڈے ہونے لگے۔

صد حیف! کہ اس فرمانروا کو اپنی زندگی کا عزیز مقصد پورا کرنے سے پہلے موت کا پیغام آ گیا، لیکن انہوں نے اپنے پیچھے ایسے روشن اور چمکدار آثار چھوڑے کہ ان کے بعد تخت شاہی پر جو بھی متمکن ہوا وہ ان آثار کی پیروی کرتا رہا، اس عزیز اور قیمتی آرزو کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ آج بھی اپنی امکانی کوششیں صرف کر رہے ہیں، حالات کی اس رفتار کے ساتھ ہمارے دل مطمئن ہو گئے تھے اور حالات بہتر سے بہتر صورت اختیار کرنے لگے تھے، یہاں تک کہ یہ دھماکہ ہوا اس کی شدید کڑک سے ہم گھبرا گئے اور طرح طرح کے اندیشوں نے ازسرنو ہمیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور ہم ازراہ حیرت و حسرت اپنے آپ سے یہ سوال کرنے لگے کہ کیا امت اپنے بلند مقصد کو حاصل کرنے میں ناکام ہو جائے گی؟ اور ان کا باہمی اتحاد عملی صورت اختیار نہیں کر سکے گا اور وہ جانکاہ اور بابرکت کوششیں جو ملک

فیصل اور انکے دارفنا سے دار بقا کی طرف رحلت کرنے والے بھائی نے کہیں اور جواب ان کے خلف الرشید جلالۃ الملک فہد بن عبدالعزیز اطال اللہ بقائہ وایام سلطنتہ بڑی گرمجوشی سے کر رہے ہیں کیا یہ سب ضائع ہو جائے گی؟

خبردار! یہ ایک خطرناک سازش ہے جس کے تار و پود کو گنہ گار ہاتھوں نے بنا ہے۔ اے عالم اسلام کے قائدین! ہوشیار ہو جاؤ۔ اے امت مسلمہ کے عوام بیدار ہو جاؤ۔ اسلام کے دشمن اور تمہارے دشمن کمین گاہ میں بیٹھے تاڑ رہے ہیں اور تم پر یکبارگی ہلہ بول دینے کے لئے مناسب وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

مجلس الدعوة الاسلامیہ۔ سیال شریف

# الرد على شبه المثاره

## حول كنز الإيمان

(ترجمة معاني القرآن الكريم)

فضيلة الشيخ غلام حميد الدين السيالوي

رئيس مجلس الدعوة الإسلامية

وشيخ الطريقة الجشتية النظامية

بقريه سيال شريف مديرية سرجودها

ملتزم الطبع والنشر

أكاديمية رضا لاهور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تقديم

الحمد لله الذي أنزل القرآن الكريم لهداية البشرية جمعاء على  
مرالعصور والسنين، والصلوة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين  
سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين  
-وبعد:-

فإن القرآن الكريم مبعث هداية اهتدى به المسلمون في الغابر  
والحاضر، ويظل مصدر نور وهداية حتى يوم القيامة، لقد شرفت اللغة  
العربية بالقرآن والحبیب المصطفى ﷺ - وما أحسن حظ المسلمين  
الذين سعدوا بهذه اللغة العذبة إذ أنهم يتمكنون من فهم معاني القرآن  
الكريم بسهولة ويتمتعون بجماليات الإعجاز القرآني أكثر من غيرهم  
بشكل مباشر، مع الأخذ في الاعتبار أن هناك ملايين المسلمين يتلون  
القرآن ولا يفهمون معانيه -

هذا وقد بذل العلماء المسلمون غير العرب كل ما في وسعهم  
من أجل الوصول إلى أعماق معاني القرآن الكريم، فأجزوا أعمالاً  
علمية قيّمة، لقد كانت عربيتهم مكتسبة ولكنهم بتوفيق الله تعالى  
أسهموا في نشر تعاليم القرآن بكل مسئولية، تمثلت هذه المساهمة في  
مؤلفاتهم ومواعظهم وحواراتهم مع الناس، إلا أن بعض العلماء

بعد التفكير العميق أقدموا على ترجمة معاني القرآن الكريم إلى لغات  
 - أخرى حتى يستطيع المسلم الذي لا يفهم شيئاً من اللغة العربية أن يلم  
 بمعاني القرآن الكريم قلنا استطاعته ولا يتلوها دون فهم معانيه  
 وكانت اللغة الأردية من بين اللغات التي سعدت بترجمة معاني القرآن  
 الكريم إليها من المعلوم أنها تحتل مكانة مرموقة في العالم الإسلامي  
 من حيث تراثها القيم وقد قام بترجمة معاني القرآن الكريم إلى اللغة  
 الأردية عديد من العلماء الهنديين -

لقد كان الشيخ أحمد رضا خان الحنفي مذهبياً، القادري  
 طريقة والبريلوي الهندي موطناً أحد المهتمين بترجمة معاني القرآن  
 الكريم إلى اللغة الأردية، لقد قام بالترجمة عن براعة فائقة في خمسة  
 وخمسين علماً وفناً ومثله يعد أهلاً لترجمة معاني القرآن الكريم إلى  
 اللغة الأردية، هذا وركز الشيخ أحمد رضا خان على أمرين عند إقدامه  
 على ترجمة معاني القرآن الكريم، يتمثل أولهما في تقديس ألوهية الله  
 سبحانه وتعالى، كما يتبين ثانيهما في تعظيم الرسول ﷺ وتبجيل سائر  
 الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم - نرى بعض المترجمين لمعاني  
 القرآن الكريم يستندون إلى المعاجم دون الرسوخ في العلوم الإسلامية  
 واللغة العربية فيسيثون إلى الله سبحانه وتعالى حيناً وإلى الحبيب  
 المصطفى ﷺ حيناً آخر إلا أن الشيخ أحمد رضا خان أقدم على  
 الترجمة بحذر، أنجز هذا العمل عن مكنة لغوية وخلفية علمية فكان

موفقاً في مسعاه بفضل الله تعالى أولاً ثم لتمكنه من العلوم الإسلامية والعربية، تمتاز هذه الترجمة من بين التراجم من الناحية الأدبية والدينية، جزاه الله تعالى كل خير عن القرآن الكريم والمسلمين الناطقين باللغة الأردية في كل من باكستان وبنجلاديش والهند وأرجاء العالم، حيث إن النازحين من هذه البلاد الثلاثة متواجدون في العالم أجمع ومما زالو محتفظين بالعادات والتقاليد واللغة الأردية -

هذا وقيام مولانا محمدنعيم الدين المراد آبادي بكتابة الحواشي على هذه الترجمة التي عرفت باسم "كنز الإيمان" وتعد هذه الترجمة مع هذه الحواشي أكثر تداولا في كل من باكستان وبنجلاديش والهند وكان المسلمون الباكستانيون والبنجلاليون والهنديون خلال سفرهم إلى المملكة السعودية العربية من أجل الحج أو العمرة أو العمل بها يصطحبون معهم هذه الترجمة حتى يتخذوها أنيساً ومضباحاً منيراً خلال إقامتهم بالحرمين الشريفين، إلا أن بعض الناطقين بالأردية قدموا إلى إدارة البحوث الإسلامية العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالرياض نماذج من ترجمة الشيخ أحمد رضا خان لمعاني القرآن وحواشي مولانا محمدنعيم الدين المراد آبادي على هذه الترجمة، وبالطبع قدموا نماذج إلى إدارة البحوث مترجمة إلى العربية، وقد شوّهوا الصورة خلال الترجمة مما أدى إلى إصدار فتوى ضد هذه الترجمة ومصادرة نسخها، وعدم تداول هذه الترجمة في المملكة

العربية السعودية، الأمر الذي أثار ضجة في كل من باكستان  
 وبنجلاديش والهند وفي هذه الأيام توجه الشيخ غلام حميد الدين  
 السيالوي يبعث رسالة إلى حكام المملكة العربية وعلماؤها في شهر  
 يناير عام ۱۹۸۲م بين فيها خطأ الطائفة التي تقدمت إلى إدارة البحوث  
 الإسلامية بعشرة انتقادات على ترجمة الشيخ أحمد رضا خان لمعاني  
 القرآن وحواشي مولانا محمد نعيم الدين مراد آبادي على هذه الترجمة  
 تلك الأقاويل التي لا أساس لها من الصحة، لقد قام بالرد على الشبه  
 المشاركة خير قيام، ودافع عن الحق خير دفاع، وكان يهدف إلى  
 الإصلاح، لذا أردنا أن نطبع هذه الرسالة حتى تعم الفائدة، جزى  
 الله كاتبها خيرا، ونفع بها المسلمين ويوحد بها صفوفهم، ويؤلف بين  
 قلوبهم، وكم نحن بحاجة إلى الوحدة في عصرنا الراهن، اللهم أرنا  
 الحق حقا وارزقنا اتباعه، وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه، وصلى الله  
 تعالى على خير خلقه سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين -

كتبه

۹ من شهر صفر ۱۴۲۲ هـ محمد عبد الحكيم شرف القادري

۴ من مايو ۲۰۰۱م أستاذ الحديث النبوي الشريف والعلوم الإسلامية

بالجامعة النظامية الرضوية بلاهور، باكستان -



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي بتوفيقه تتم الصالحات وبفضله تقبل الحسنات والصلاة والسلام على عبده وسيد خلقه محمد بن الرؤف الرحيم وعلى آله وأصحابه أجمعين - أما بعد!

فقد اجتازت الأمة المسلمة خلال تاريخها الطويل المواقف الدقيقة وواجهت الظروف المخيفة المزعجة من أول يوم إلى يومنا هذا، فقد أرادت قبائل العرب المشركة أن تطفئ مصباح الإسلام بجموعها الحاشدة وفرسانها البواسل - ولكنها فشلت فشلا ذريعا، ثم قامت القيصرية في الغرب والكسروية في الشرق لاستيصال هذه الأمة الفتية بقبالقها المدججة بالأسلحة الفاتكة ووسائلها الجمة لكنهما مئيتا بهزيمة نكراء على أيدي أبطال الإسلام مع قلة عددهم وضعف عدتهم ، وبعد بضعة قرون ثارت أوروبا كلها ضد الإسلام والمسلمين، فاجتمع ملوك بلادها ورؤساء دولها وشبان قارتها تحت راية النصرانية وأشعلوا نار الحروب الصليبية التي لازالت جذوتها تندلع قرنا بعد قرن، وظلت الأمة المسلمة بين تيارات الهجمات العنيفة كصخرة عاتية وسط العواصف الهوج ويكمن سر نجاحهم الباهر في قوة إيمانهم والاتحاد بين صفوفهم، فقد كانوا كأنهم بنيان مرصوص لا يجد الشقاق

والخلاف إلى صفوفهم سيلا.

أما اليوم فالأحوال قد تغيرت تغيرا مؤلما مفضحا، إذ أن جميع بلاد المسلمين محاطة بالأخطار التي تهدد سلامتها، فإن ثغور كل مملكة إسلامية غير محفوظة، تطير طائرات حربية من مطار إسرائيل وتدخل في أية منطقة من مناطق العالم العربي وتقذف القنابل على أي هدف شاءت دون خوف المقاومة وترجع بسلامة إلى مطارها.

ألم تكف لكشف الغطاء عن وجه الحقيقة المرة الرهيبة الأحداث التي جرت خلال أشهر ماضية في لبنان وعاصمتها بيروت، لا سيما المجازر التي تعرضت لإبادة آلاف الأطفال والنساء والشيوخ والشبان تلك التي وقعت في الأسبوع الثالث من شهر أيلول في ملجأين يأوي إليهما الفلسطينيون، حيث كان القتل الذريع وسفك دماء الأبرياء، هل تجدون له مثيلا؟

لماذا هذه المأساة المتتالية؟ لماذا هذه الهجمات الوحشية؟ لماذا هذه المذابح طوال الليل والنهار؟ إن افتراق كلمتنا هو السبب الوحيد لهذه المصائب والبلايا والاتحاد تحت علم الإسلام والإعتصام بحبل الله المتين هو السبيل الوحيد لمعالجة هذا المرض الوبيل.

إن ملوك البلاد الإسلامية ورؤساء دولها المتيقظون وزعماءها المخلصون قد عزموا القضاء على العوامل الهدامة لاتحاد الأمة وهم يتمنون من أعماق قلوبهم أن يعود ذلك العهد السعيد.

حيث كان المسلمون أمة متحدة، لكن هناك طائفة تسعى أن  
تبت بذور الشقاق والعداوة في قلوب المسلمين في الظروف الحرجة  
المؤلمة التي نعاصرها، يا للأسف إن أتباع الطائفة المذكورة آنفا  
نجحوا في باصدار فتوى من إدارة البحوث الإسلامية العلمية والافتاء  
والدعوة والإرشاد بالرياض على تحريق ترجمة معاني القرآن الكريم  
للعالم الرباني الشيخ محمد أحمد رضا خان المشفوعة بالتعليقات  
التفسيرية لصدر الأفاضل السيد محمد نعيم الدين المراد آبادي قدس  
سرهما.

لقد أحدثت هذه الفتوى هزة عنيفة في أوساط أهل السنة  
والجماعة في باكستان والهند وبنغلاديش، وفي كل بلد فيه من يفهم  
اللغة الأردوية وهم السواد الأعظم من الأمة المسلمة، فاقشعرت قلوبهم  
وانتابت أرواحهم الكآبة والألم، لاريب أن هذه الترجمة والتعليقات  
باللغة الأردية ونحن نعلم أن أكثر السادة الأعضاء لم يتعلموا هذه اللغة.  
إن الطائفة المعينة - لاشكر الله سعيها - قدمت هذه الترجمة  
والتعليقات بعد تصيغها بصيغة كاذبة خاطئة أمام أعضاء إدارة  
البحوث العلمية والافتاء والدعوة والإرشاد بالرياض ونجحوا بلباقتهم  
وحيلتهم بإصدار هذه الفتوى.

نحن نقول: والله على ما نقول وكيل: إنهم اتهموا بالشرك  
والكفر والتخريف في معاني الآيات عالمين ربانيين بذلا حياتهما وما

يملكانه من علم وحكمة وحنافة في سبيل رفع كلمة الله وفي نشر دعوة التوحيد في الوثنيين من أهل الهند ونجحافي إنقاذ كثير منهم من حناوس الشرك إلى نور الإسلام، إنهم زوروا هذه التهم الزائفة من عند أنفسهم وألصقوها بالعالمين المذكورين ظلماً وزوراً.

نستأذن أولاً السادة أعضاء اللجنة لعرض الحقيقة عليهم ونسئل أصحاب الفضيلة، أن يمعنوا النظر ويطالعوا بدقة ما يعتقدونه هذان العالمان حتى يسهل عليهم الوصول إلى حقيقة الأمر وينكشف عليهم إن شاء الله تعالى أن هذه الطائفة التي اعتمد على أقوالها أعضاء إدارة البحوث العلمية خانت وخذعت وخدمت الأعداء في توسيع الصدوع في سور حصن الإسلام في أيامنا العصبية التي تكافح الأمة فيها لسلامة كيانها وهي في حاجة ماسة إلى توحيد كلمتها.

هذه الشرذمة من أهل الأهواء يبذلون جهودهم في توسيع هوة الانشقاق بين الشعوب المؤمنة بربها، المسلمة لأوامره وبين المملكة العربية السعودية.

ها أنذابدأ بتوفيقه تعالى كشف القناع عن حقيقة الأمر

١- اعترضوا أولاً على عبارة وردت في الصفحة الثالثة من المصحف، طبع شركة تاج المحدودة، لاهور، قالوا: إن هذه العبارة مليئة بالشرك مدنسة بالخرافات والتحريفات.

نكتب أولاً الآية الكريمة ثم ترجمتها معانيها باللغة الأردية ثم

ترجمتها باللغة العربية وبالتالي نسألکم الخوض فی معانیها ثم نسألکم  
أین الشکر وأین الخرافات فی هذه الترجمة الأردیة لمعانی الآیة؟

الآیة الکریمة : إیاک نعبد وإیاک نستعین (۴/۱)

ترجمتها بالأردویة : ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

یعنی نعبدک ولا نعبد غیرک و نطلب منک المعونة فقط ولا نطلبها من  
أحد غیرک۔

أیها السادة ! هل تجدون فی هذه الترجمة شائبة من الشکر أو  
رائحة من الکفر؟ ألیس هذا التعبير یوافق تماما مع ما أراد الله تعالى من هذه  
الآیة الکریمة؟ الإدعاء بأن هذه الترجمة ملوثة بالشکر لإفک مبین۔

الآن نلفت أنظارکم إلى التعليق علی هذه الترجمة والذي  
تجدونه أيضا بریثا نقیا من هذه التهمة، یعلق المحشی العلام بقوله  
( بالأردیة )

اس میں ردشکر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کیلئے نہیں ہو  
سکتی۔ وإیاک نستعین میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ  
، ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ حقیقی مستعان وہی ہے، باقی آلات و خدام  
احباب وغیرہ سب عون الہی کے مظہر ہیں، بندے کو چاہیے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر  
چیز میں دست قدرت کو کارکن دیکھے۔

ترجمتها بالعربیة : فی الآیة رد علی الشکر ای لایحوز عبادة  
أحد غیر الله تعالى وفي جملة إیاک نستعین تعلیم أن الاستعانة سواء

كانت بواسطة أو بدون واسطة مختصة بذاته تعالى، لأنه هو المستعان الحقيقي أما الآلات التي نستخدمها في أداء مهماتنا والخدام والأجباب الذين يساعدوننا في بعض الأمور فليسوا مؤثرين في الحقيقة، بل إنهم مظاهر عون الله تعالى فقط ويجب على العبد أن يركز نظره على هذه النقطة ويعتقد أن يد القدرة هي المؤثرة في هذه الأمور كلها.

”هذه العبارة تشهد شهادة صادقة على أن المحشى لا يشرك بربه أحدا في عبادة ربه ولا يشرك أحدا في الاستعانة منه عز وجل، إنه يؤمن إيمانا راسخا أن المستعان الحقيقي هو الله تعالى - والمعونة التي تبدو أنها تأتي من أحد ليست إلا من عند الله، غير أن المؤثر الحقيقي هو الله تعالى فقط - والذي يتمسك بمثل هذه العقيدة النقية البيضاء رمية بالشرك ظلم عظيم وذنوب كبير، والذين موهوا هذه العقيدة الحققة تمويهها من عند أنفسهم ارتكبوا جريمتين إنهم رموا المؤمن الموحد بالشرك والتحريف في معاني آيات القرآن الحكيم أولا، ثم خدعوا أعضاء الإدارة بارتكاب الخيانة في الثقة بهم -

أما إسناد الإعانة إلى غير الله تعالى فإذا كان القائل يعتقد أن المؤثر الحقيقي هو الله تعالى فليس بشرك لأن هذا الإسناد مذكور في القرآن الحكيم قال ذو القرنين لقوم سألوه بناء السد: ”مامكنى فيه ربي خير فاعينوني بقوة اجعل بينكم وبينهم ردما“ (٩٥/١٨)

وقد أمر الله تعالى عباده بقوله "استعينوا بالصبر  
والصلوة" (١٥٣/٢) وغيرهما الكثير من الآيات الكريمة مما يدل على  
صحة رأينا -

٢- اعترضوا ثانيا على اقتباس ورد في الصفحة الخامسة: قالوا إن  
المترجم والمحشى يعتقدان أن الانبياء والرسل ليسوا بشرا إن هذا إفك  
مبين، إنهما يعتقدان أن الأنبياء والرسل بشر ومن أولاد أبي البشر آدم  
عليه السلام، وكيف يمكن لمثل هذين العالمين النابغين أن يتصورا  
بعدم بشريتهم والقرآن الكريم يشهد وبصراحة على أنهم بشر، والحقيقة  
أن المتهمين يعتقدان بأن الأنبياء بشر ومن لم يعتقد ببشريتهم فهو ليس  
بمؤمن كما هو مصرح به في الجزء السادس من الفتاوى الرضوية  
للإمام أحمد رضا خان، لكنهما لا يستحسنان إطلاق كلمة البشر مطلقا،  
بدون إضافة كلمة الاحترام والتكريم، كخير البشر، وأفضل البشر،  
وسيد البشر، لأن الأنبياء عليهم السلام حينما كانوا يدعون قومهم إلى  
الإيمان بالله وحده والبراءة من الشرك في جملة صورها كان الكفار  
من قومهم يابون قبول دعوتهم ويردون عليهم بغلظة وجفوة، ورد في  
القرآن الكريم قول بعضهم: قالوا إن أنتم إلا بشر مثلنا تريدون أن  
تصدونا عما كان يعبد آباؤنا فاتونا بسلطان مبين" (١٤ / ١٠)

وجاء في سورة "المؤمنون" ولقد أرسلنا نوحا إلى قومه فقال

يا قوم اعبدوا الله ما لكم من إله غيره أفلاتتقون فقال الملائكة الذين كفروا

من قومه ما هذا إلا بشر مثلكم يريد أن يتفضل عليكم“ (٢٣، ٢٤)

”وقال الملائكة من قومه الذين كفروا وكذبوا بلقاء الآخرة  
وأترفناهم في الحياة الدنيا ما هذا إلا بشر مثلكم يأكل مما تأكلون منه  
ويشرب مما تشربون ولئن أطعتم بشرا مثلكم إنكم إذا لخاسرون“

(٢٣/٣٣، ٣٤)

إن في القرآن الكريم آيات كثيرة ذكر الله فيها جواب الأمم  
الزائغة الضالة لرسولهم وما يحتوي هذا الجواب من استخفاف بأنبياء  
الله وتنقيص بشأن رسوله، ولا يخفى على أحد الأنبياء أمر الله تعالى  
باحترام وتكريمهم لاسيما سيد الأنبياء وإمام المرسلين صلوات الله  
عليه بقوله ”وتعزروه وتوقروه“ يقول الإمام راجب الأصفهاني في مفردات  
القرآن شارحا كلمة تعزروه: التعزير: النصره مع التعظيم - يقول  
صاحب لسان العرب: ”عزره: فخمه وعظمه“ - ويكتب هذا العالم  
اللغوي ”وقر الرجل بجله والتوقير: التعظيم والترزين“ -

والذي يسيء الأدب إلى حضرته صلوات الله  
عليه برفع الصوت عنده  
يجازى بحبط أعماله الحسنة مهما كانت كثيرة العدد رفيعة الشأن -  
نهى الله تعالى أصحابه صلوات الله  
عليه عن استعمال كلمة ”راعنا“ وإن كانت هذه  
الكلمة العربية بريئة من واهمة التنقيص، لكن لها معنى باللغة العبرانية  
لاتليق بشأنه الرفيع، لأجل ذلك نهى الله تعالى عن استعماله في حضرته  
عليه الصلوة والسلام -



يقول أبو عبد الله القرطبي في تفسير هذه الآية: فيها دليل على

تجنب الألفاظ المحتملة التي فيها التعريض للتنقيص والغضب.

۳- أوردوا الاعتراض الثالث على تعليق مكتوب في الصفحة السادسة

عشر: إليكم أيها السادة نصه الأردى لتقرءوه وتلاحظوه بدقة للنظر ثم

أخبرونا عن جملة أو سطر يشتمل على الشرك والانحراف عن الحق.

مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مقامات متبرکہ جو رحمت الہی کے مورد ہوں وہاں

توبہ کرنا اور اطاعت بجالانا ثمرات نیک اور سرعت قبول کا سبب ہوتا ہے۔ (فتح

العزیز) اس لئے صالحین کا دستور رہا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کے موالد اور مزارات پر

حاضر ہو کر استغفار و اطاعت بجالاتے ہیں، عرس و زیارات میں بھی یہ فائدہ متصور

ہے۔

ترجمة النص بالعربية: علم من هذا أن الاستغفار في المقامات

المتبركة التي هي موارد رحمة الله تعالى والعبادة فيها تكون سببا للثمار

الطيبة وسرعة قبول الدعوات. (فتح العزیز) لذا ما برحت سنة الصالحين

أنهم يحضرون موالد الأنبياء والأولياء وقبورهم ويستغفرون ربهم

هناك ويعبدونه ويرجون قبول الاستغفار والطاعات.

إن الله تعالى فضل بعض الأماكن على الأخرى يزيد فيها

ثواب العبادات والطاعات ويكون الدعاء فيها أدنى للقبول كالمسجد

الحرام، له فضيلة لا يساويه فيها مسجد من مساجد العالم قاطبة وفي

المسجد الحرام أيضا مقامات يرجى فيها قبول الدعوات أكثر من غيرها

كالملتزم وتحت ميزاب الرحمة وبين الركن اليماني والحجر الأسود  
وعند مقام إبراهيم عليه السلام - وللمسجد النبوي المنيف شرف  
كبير، كذلك لمسجد قباء مزية يمتاز بها على غيره من المساجد -

إن المحشى أشار في هذا التعليق إلى أن الأمر المحقق الذي  
لا يشوبه شك ولم يخترعه من عند نفسه، بل أشار مستندا إلى ما صرح  
به الشيخ الجليل والمحدث الكبير مولانا عبد العزيز بن حكيم الأمة  
الشيخ ولي الله الدهلوي الذي أعاد الشباب والنصرة إلى الشريعة الغراء  
بعد أن انتابها الهرم والذبول في القارة الهندية -

والأحاديث النبوية أيضا تصححها وتؤيدها، روى مسلم عن  
ابن عمر أن رسول الله ﷺ كان يأتي مسجد قباء راكبا و ماشيا ويصلي  
فيه ركعتين - وعن عبد الله بن دينار أن عبد الله بن عمر كان يأتي قباء  
كل سبت و كان يقول: رأيت رسول الله ﷺ يأتيه كل سبت -

يقول الامام النووي في شرحه لصحيح مسلم: "في هذه  
الأحاديث بيان فضله وفضل مسجده والصلاة فيه وفضيلة زيارته وأنه  
يجوز زيارته راكبا و ماشيا وهكذا جميع المواضع الفاضلة يجوز زيارتها  
راكبا و ماشيا -"

وأما ما ذكره المحشى في مسألة زيارة القبور فأمر  
مسنون، كان عليه الصلاة والسلام يزور بقية الغرقد ويستغفر لأمته  
و كان يزور مقابر شهداء أحد، و ننقل هنا بضعة سطور من مجلة أخبار

العالم الإسلامي وهي مجلة أسبوعية تصدر من إدارة الصحافة والنشر  
برابطة العالم الإسلامي و عددتها ٧٩٠ الصادرة في الإثنين من شهر ذي  
القعدة سنة ١٤٠٢ هـ وفي هذا العدد مقال عن مصعب بن عمير رضي  
الله عنه وكيفية استشهاده في سبيل الله يوم أحد وختمها كاتبها  
بالسطور العطرة التالية:

هتف رسول الله عليه السلام وقد وسعت نظرتة الحانية أرض  
المعركة بكل من عليها من رفاق مصعب وقال: إن رسول الله يشهد  
أنكم شهداء عند الله يوم القيامة، ثم أقبل على أصحابه الأحياء حوله  
وقال: أيها الناس زورواهم وأتوهم وسلموا عليهم، فوالذي نفسي بيده  
لا يسلم عليهم مسلم إلى يوم القيامة إلا ردوا عليه السلام -

إذا كان هذا حال الزائرين للشهداء فما ظنكم بالزوار لقبور  
الأنبياء والمرقد المنور المبارك لسيد الأنبياء عليه وعليهم أفضل الصلاة  
وأجمل السلام؟ وهنا يطرح السؤال نفسه هل يجوز لأحد أن يرمى  
زوار قبور الصلحاء بالشرك والبدعة؟ والرسول يأذن ويحبب زيارة قبور  
شهداء أحد ويبشر الزائرين بها يطير به القلب فرحاً -

إن المسلمين الذين يزورون قبور الأنبياء والصلحاء لا يخطر  
ببال أحد منهم قطعا أن أصحاب القبور آلهة يستحقون العبادة أو أنهم  
يقدرون على التصرف في الكون بصفة مستقلة - ومن أخبركم عن  
هؤلاء العالمين الكبارين أنها يمشركان بالله أحداً ويجعلان له ندا فقد

کذب وافتری۔ لآنهما ظلا يشهدان طوال حياتهما بأن لا إله إلا الله  
ويعلنان بكل نفس يتنفسانها أن محمدا عبده ورسوله۔

إذا كان بعض الناس يمنعون من زيارة القبور ويرون أن من زار  
قبرا فقد ارتكب كبيرة، فهناك من يفتى على زيارة القبور بالشرك  
والكفر؟ وهذا اعتداء صريح والله لا يحب المعتدين۔

۴۔ الاعتراض الرابع أوردوه على عبارة في الصفحة الثالثة وعشرين  
تعلق بهذه الآية الكريمة: "ولما جاءهم كتاب من عند الله مصدقا لما  
معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم  
ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين"، (۸۹ / ۲)

وهذا نص العبارة بالأردية: شان نزول: سيد انبياء ﷺ کی بعثت  
اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنی حاجات کیلئے حضور کے نام پاک کے  
وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اس طرح دعا کیا کرتے: "اللهم  
افتح علينا وانصرنا بالنبي الأُمى" يارب ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح نصرت  
عطا فرما۔

ترجمتہ باللغة العربية كالآتي: كان اليهود قبل بعثة سيد الأنبياء  
ﷺ وقبل نزول القرآن الحكيم يدعون الله تعالى في حاجاتهم  
متوسلين باسم النبي الكريم ﷺ قائلين "اللهم افتح علينا وانصرنا بالنبي  
الأُمى" وكانوا يفوزون۔

ادعى المعارضون أن هذه العبارة مليئة بالشرك والخرافات لأنه

ورد فيها أن أهل الكتاب كانوا يستفتحون على الكفار متوسلين باسم  
النبي الكريم ﷺ بقولهم: اللهم افتح علينا وانصرنا بالنبي الأمي -

أيها السادة لم يخترع المحشي العلام هذه الرواية من تلقاء  
نفسه بل نقلها من كتب التفسير المعتبرة لأساطين علماء الإسلام يقول  
السيد محمود آلوسي في تفسيره روح المعاني: "نزلت في بني قريظة  
والنضير، كانوا يستفتحون على الأوس والخزرج برسول الله ﷺ قبل  
مبعثه... وقالوا اللهم إنا نسئلك بحق نبيك الذي وعدتنا أن تبعثه في  
آخر الزمان أن تنصرنا اليوم على عدونا وينصرون -

وكتب أبو عبد الله القرطبي في تفسير هذه الآية: "قال ابن  
عباس كانت يهود خيبر تقاتل غطفان لما التقوا هزمت يهود فعادت  
يهود بهذا الدعاء وقالوا: إنا نسألك بحق النبي الأمي الذي وعدتنا أن  
تخرجه لنا في آخر الزمان إلا تنصرنا عليهم، قال: فكانوا إذا التقوا دعوا  
بهذا الدعاء فهزموا غطفان (الجامع لأحكام القرآن)

والشيخ محمود حسن الديوبندي أورد هذه الرواية بعينها في  
حاشيته على القرآن، وإليك النص الأردی :

قرآن کے اترنے سے قبل جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو  
خدا سے دعا مانگتے کہ ہم کو نبی آخر الزمان اور جو کتاب ان پر نازل ہوگی ان کے طفیل  
کافروں پر غلبہ عطا فرما۔

وترجمته باللغة العربية كالآتي: - كان اليهود قبل نزول القرآن

إذا علموا على يد الكفار في ميدان القتال دعوا الله قائلين: اللهم انصرنا  
على الكافرين بخاتم الأنبياء والكتاب الذي ينزل عليه.

إذا كان نقل هذه الرواية شركا فالعلماء الذين ذكروها في  
تفاسيرهم استحقوا أن يفتى عليهم بالكفر والشرك وتصدر الأوامر  
بإحراق كتبهم أيضا. بالأسف الشديد يا أصحاب الفضيلة! أن تكون  
الجريمة واحدة والعقوبة مختلفة.

٥- الاعتراض الخامس على التعليق على الآية الآتية: وإذ قال موسى  
لقومه يا قوم اذكروا نعمة الله عليكم إذ جعل فيكم أنبياء. (٢٠/٥)  
علق السحشي على هذه الآية بقوله:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی تشریف آوری نعمت ہے اور  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس کے ذکر کرنے کا حکم دیا کہ وہ برکات  
و ثمرات کا سبب ہے اس سے محافل میلاد مبارک کے موجب برکات و ثمرات اور محمود  
و مستحسن ہونے کی سند ملتی ہے۔

ترجمتہ بالعربیة كالتالي: علم من هذه الآية أن بعثة الأنبياء نعمة  
وأن موسى عليه السلام أمر قومه أن يذكروها لأنها سبب للبركات  
والثمار الطيبة، وهذا يدل على أن متحافل الميلاد موجبة للبركات  
والثمار الطيبة وعقدها أمر محمود مستحسن.

إن النعمة تستوجب الشكر للمنعم، من لم يشكره ربما يحرم  
من هذه النعمة، لذا ناشد سيدنا موسى عليه السلام قومه أن يذكروا ما

أنعم الله عليهم بإرسال الأنبياء فيهم، ليستطيعوا أداء الشكر على هذه  
 النعمة الجليلة، فإذا كانت بعثة الأنبياء في بني إسرائيل نعمة جليلة  
 وجب عليهم أن يذكروها فكيف بعثة سيد الأنبياء والمرسلين؟ لا ريب  
 أن بعثته من نعم الله العظمى، يجب على كل مؤمن نال حظا من هذه  
 النعمة أن لا ينساها بل يذكرها دائما ويتوجه بالشكر إلى من أرسله  
 رحمة للعالمين وأسعدنا بمجيئه بالدين الحنيف والشريعة السمحة  
 البيضاء وأتقننا بكلماته الحكيمة ومواعظه القيمة من برائن الشرك  
 والضلال، هل هناك نعمة أنفع وأسمى من هذه؟ من لم يشكر ربه عليها  
 فأى نعمة يذكرها ويشكر عليها بارئها؟

أيها السادة! هذه هي غاية محافل الميلاد، يجتمع المسلمون  
 فيها حيث يحمدون ربهم ويمجدونه ويشكرونه من أعماق قلوبهم  
 على ما أنعم عليهم بإرسال حبيبه ونبيه ثم يصلون ويسلمون عليه ملين  
 أمر ربهم: "يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما" ويسألونه  
 التوفيق لاتباع ما جاء به الرسول ﷺ من عنده ثم يخطب عالم من  
 العلماء وينذر في خطبته من عصي أمر ربه فغواي ويبشر من سمع  
 وأتقن، لا يعتقد أحد أن النبي ﷺ يولد في تلك الساعة ولا يعتقد أن  
 الاحتفال بمولده المبارك منحصر في تلك الليلة فقط لا يجوز تقديمه  
 وتأخيرها - وفي انعقاد محافل الميلاد فائدة أخرى جليلة إنها تستاصل  
 جندور الشرك لآنا إذا احتفلنا بيوم ميلاده وذكرنا في خطبتنا أنه عليه

السلام ولد في شهر كذا وفي يوم كذا ، كأننا أعلننا أمام العالم قاطبة أنه مع كمال شأنه ورفعة منزلته ليس بالله لأن الله عز وجل هو الوحيد الذي وصف بأنه أزلي سرمدى قديم لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا أحد فكيف يجوز لامرء يخاف الله تعالى أن يتهم مؤمنا يحتفل بميلاد نبيه الكريم لأداء ماوجب عليه من الشكر على هذه المنة الجليلة ؟

وإلى هذا الأمر أشار المحشي في تعليقه على هذه الآية - ومن اتهمه بالشرك والبدعة ونسب إليه ما لم يخطر بباله فهو مسئول عنه عند ربه فسوف يحاسب حسابا عسيرا -

نحب أن نلفت أنظار أصحاب السعادة أعضاء إدارة البحوث إلى جملة أخيرة من هذا التعليق لتوضح الحقيقة يقول المحشي :

اس سے محافل میلاد مبارک کے موجب برکات و ثمرات اور محمود و مستحسن ہونے کی سند ملتی ہے۔

وترجمة النص كالاتي : ومن هنا نجد دليلا وسندا على عقد محافل الميلاد والتي هي سبب لحصول البركات والثمار الطيبة وأنه أمر محمود وعمل مستحسن -

ثبت من هذه الجملة الأخيرة أن المحشي لا يعتقد أن الاحتفال بميلاده ﷺ من ضروريات الدين التي من تركها فقد خلع ربة الإسلام من عنقه ويرى أن الاحتفال بالمولد ليس من الفرائض الشرعية وواجباتها التي من لم يأت بها صار فاسقا - وإن جعل الأمور



المستحسنة والأعمال المحموده مدارا لإخراج المؤمنين من الإسلام  
جرأة غير محموده - الدعوة إلى الاتحاد وضرب المعول على أسه لأمر  
غريب جدا -

۶- الآن نبحت عن تعليق على الآية الكريمة التالي ذكرها :

”قل لأقول لكم عندي خزائن الله ولا أعلم الغيب ولا أقول  
لكم إنى ملك إن أتبع إلامايوحى إلى قل هل يستوى الأعمى والبصير  
أفلا تتفكرون“ (۵۰/۶)

هذه الآية ذات أهمية بالغة فى العقيدة عمود عقيدة التوحيد  
وأساس دين الفطرة، ومن تزحزح عنها قيد أنملة فقد تدحرج عن سواء  
السبيل وسقط فى النار والعياذ بالله تعالى -

إن تعليق المحشى الفاضل على هذه الآية ذو نفع كبير تكفى  
مطالعته لإزالة التهم الموجهة إليه، ولا يحتاج المنصف العدول إلى  
توضيح آخر - اقرأوه بدقة النظر أيها السادة! استلمسون الحق جليا  
وعقيدة التوحيد واضحة نقية لا يقترب إليها الشك ولا يدنو منها الريب -  
كان كفار مكة يسألون النبى ﷺ أسئلة لا تناسب منصب نبوته ولا تليق  
بشأن الرسالة فأنزل الله تبارك وتعالى هذه الآية الكريمة (۵۰:۶) زدا  
عليهم - يقول المفسر العلامة فى تعليقه على هذه الآية وإليكم نصه  
بالأردية :

آپ فرمادیجئے کہ میرا دعویٰ یہ تو نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے

ہیں، جو تم مجھ سے مال و دولت کا سوال کرو اور میں اس کی طرف التفات نہ کروں تو رسالت سے منکر ہو جاؤ، نہ میرا دعویٰ ذاتی غیب دانی کا ہے۔ کہ اگر میں تمہیں گذشتہ یا آئندہ کی خبریں نہ بتاؤں تو میری نبوت ماننے میں عذر کر سکو، نہ میں نے فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ کھانا پینا نکاح کرنا قابل اعتراض ہو، تو جن چیزوں کا دعویٰ ہی نہیں کیا ان کا سوال بے محل ہے اور اسکی اجابت مجھ پر لازم نہیں، میرا دعویٰ ثبوت و رسالت کا ہے اور جب اس پر زبردست دلیلیں اور قوی براہین قائم ہو چکیں تو غیر متعلق باتیں پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

ترجمتہ باللغة العربية :

أيها النبي قل (للكفان): ما ادعيت أن عندى خزائن الله حتى تنكروا رسالتي إن سألتموني الأموال والثروة ولم التفت إلي سؤالكم - وما ادعيت كذلك أني أعلم الغيب بنفسى وإن استفسرتموني عن أمور تتعلق بالماضى أو المستقبل ولم أنبئكم بها فتجعلوا هذا عذرا لعدم الإيمان برسالتي - وكذلك ما ادعيت أني ملك ليكون الأكل والشرب والزواج مناقضا لدعواي فالسؤال عن الأمور التي ما ادعيتها لا يليق بكم وإجابتها ليست فريضة على، إنى ادعيت أن الله تعالى بعثنى نبيا ورسولا وأقامت على دعواي هذه البراهين القاطعة والدلائل القوية إنى لأضيق وقتي في عرض أمور لا تتعلق بمنصبى -

لعلكم بعد قراءة الترجمة العربية لِمَا علق على هذه الآية

بالأردية وإمعان النظر فيها تتفقون معي أن هذا هو مفهوم الآية

والمقصود منها - ليس هناك أدنى انحراف عما أراد الله تعالى بهذه الآية - أسأل الطائفة التي أثارت الضوضاء حول هذه الترجمة البليغة والتعليق البديع واتهمت هذا الفاضل التقى بتهمة الشرك والضلال ، إلى أى دليل استندوا وعلى أى برهان اعتمدوا ؟

أدحض المحشى الفاضل أسئلة المشركين غير المعقولة أولا ثم أشار إلى شبهة تثار حول هذا الموضوع أنه عليه الصلاة والسلام لا يعلم شيئا من الأمور الغيبية بإعلام الله تعالى إياه أيضا - وهذه الفكرة أيضا خاطئة باطلة لا حقيقة لها، لأنها تنافي منصب النبوة وفرائضها لأن الله تعالى يبعث النبي ليخبر الناس الحقائق التي لا يستطيعون ادراكها بحواسهم الظاهرة والباطنة وكذلك العقل يقتصر عن فهمها ، كالوحي والملائكة والكتب السماوية وكيفية العمل بآيات الأحكام حسبا أراد الله بها والأمور التي تقع يوم القيامة - تلك أمور غيبية أخبر عنها رسول الله الكريم ولم يخبر إلا بعد إطلاعه تعالى إياه على الحقائق الغيبية التحفية كما أن هذا الأمر حق أن الغيب لا يعلمه بنفسه إلا الله سبحانه وتعالى كذلك لا شبهة في أن الله تعالى أخبر رسوله عن بعض المغيبات ثم أطلع رسوله المؤمنين حسب استعدادهم - هذا ما صرح به جمهور علماء الإسلام وتأييده النصوص القرآنية وتؤكد الأحاديث النبوية الكثيرة - بل إن المترجم والمحشى يعتقدان أن النبي ﷺ يعلم

من الأمور الغيبية شيئاً بدون إعلام الله تعالى إياه فزعمه هذا باطل لا وجود له بل افتراء قبيح في غاية القبح۔

كذلك أخطأ خطأ فاحشاً من ظن أنهما يعتقدان أن علوم النبي الكريم ﷺ تساوي علوم الله تعالى كما أو كيفاً، إنهما صرحا مراراً في تصانيفهما أن علوم الله تعالى غير متناهية وعلومه ﷺ متناهية ونسبة علومه المتناهية إلى علوم الله تعالى الغير المتناهية أقل من نسبة قطرة الماء في منقار العصفور إلى مياه بحار العالم قاطبة۔

أيقنوا أيها السادة! أن الذين عرضوا عليكم هذه الترجمة والتعليق عليها ما كانوا أمناء في أداء واجبهم العلمي وارتكبوا خيانة كبرى في أداء فريضتهم الدينية، إنهم أرادوا بذلك إحداث خلاف وشقاق بين الشعب الباكستاني (والهندي والبنغلاديشي) المؤمن الموحد وبين المملكة العربية السعودية الحريضة أشد الحرص على اتحاد كلمة المسلمين وتبذل الجهود المضنية المتواصلة في سبيل توحيد صفوف المؤمنين منذ عهد المغفور له الملك الفيصل الشهيد إلى يومنا هذا۔

۷۔ الاعتراض السابع الذي أوردوه على التعليق في صفحة ۴۰۹۔ أولاً

اقرأوا نص هذا التعليق بالأردية :

”قاموس میں ہے کہ ایام اللہ سے اللہ کی نعمتیں مراد ہیں۔ حضرت ابن

عباس و ابی ابن کعب و مجاہد و قتادہ نے بھی ایام اللہ کی تفسیر (اللہ کی نعمتیں)

فرمائیں۔ مقاتل کا قول ہے کہ ایام اللہ سے وہ بڑے بڑے وقائع مراد ہیں جو اللہ کے امر سے واقع ہوئے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ایام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام کئے جیسا کہ بنی اسرائیل کیلئے منیٰ و سلوی اتارنے کا دن اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے دریا میں راستہ بنانے کا دن۔  
(خازن و مدارک و مفردات راغب)

ان ایام اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن سید عالم ﷺ کی ولادت و معراج کے دن ہیں۔ ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ اسی طرح اور بزرگوں پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوئیں یا جن ایام میں واقعات عظیمہ پیش آئے جیسا کہ دسویں محرم کو کربلا کا واقعہ، ان کی یادگاریں قائم کرنا بھی تذکیر بایام اللہ میں داخل ہے۔ بعض لوگ معراج شریف اور ذکر شہادت کے ایام کی تخصیص میں کلام کرتے ہیں انہیں اس آیت سے نصیحت پذیر ہونا چاہئے۔

الترجمة باللغة العربية:۔ فی القاموس: المراد بأيام الله نعم الله تعالى وهكذا فسرها ابن عباس وأبي ابن كعب ومجاهد وقتادة۔ قال مقاتل: المراد بأيام الله الوقائع العظيمة التي وقعت بأمر الله عز وجل۔ قال بعض المفسرين: إن المراد بأيام الله الأيام التي أنعم الله فيها على عباده كيوم نزول المن والسلوى على بنى إسرائيل ويوم جعل الله تعالى فيه طريقا في البحر لموسى عليه السلام۔ (خازن، مدارك، مفردات القرآن)  
وإن من أجل أيام الله تعالى يوم ميلاده وليلة معراجہ ﷺ  
وذكرهما داخل في حكم هذه الآية، كذلك النعم الأخرى على عباده

الصالحين والأيام التي وقعت فيها الوقائع العظيمة والحوادث الهائلة  
كالיום العاشر من شهر محرم الذي استشهد فيه سيدنا حسين مع رفقاته  
رضي الله عنهم، الاحتفاء بتلك الوقائع داخل في أمر التذكير بأيام الله  
والذين يتكلمون عن الاحتفال بيوم ميلاده وليلة إسرائه عليه السلام  
وذكر شهادة سيدنا الحسين، عليهم أن يسترشدوا بهذه الآية -

ثبت من هذه الآية أن تذكير الأيام التي أسبغ الله تعالى فيها  
نعمه على عباده شيء مرضي عند الله تعالى لأجل ذلك أمر الله تعالى  
موسى عليه السلام أن يذكر قومه بتلك الأيام التي أنعم الله عليهم - إن  
كان استغلال بنى إسرائيل من دال عبودية فرعون وعبورهم البحر  
الأحمر بسلامة ونزول المن والسلوى عليهم وإيتاء التوراة لموسى من  
أيام الله التي من بها على بنى إسرائيل وأمرؤا أن يذكروها ويشكروا الله  
عليها فبعثة نبينا المكرم ونزول القرآن وليلة إسرائه وليلة هجرته وفتح  
مكة و حجة الوداع وغيرها من الوقائع الميمونة المباركة التي غيرت  
مجرى التاريخ الإنساني من أجل وأشرف أيام الله تعالى، تذكيرها  
والشكر عليها سبب لنيل مرضاة الله تعالى بل هو امتثال لما أمر الله به -  
لعل المعترضين على هذا التعليق لم يذللوا أدنى جهد لفهم  
هذه الآية الكريمة - فإن لكل أمة من الأمم المتحضرة أيام ذات أهمية  
تاريخية وقومية وهم يحتفلون بها مثل يوم تحررهم من قيود الرق وفتح  
مبين على أعدائهم ويكون ذلك الاحتفال سبباً لإحياء ذكريات

الشجاعة والبطولة والحماسة التي أظهرها أبناؤهم الشجعان الأحرار -  
 تلك الذكريات تبت روحاً جديدة ونشاطاً حيويًا في  
 عروقهم من المعلوم أن المملكة العربية السعودية تحتفل كل سنة  
 بيومها القومي وهو الرابع من شهر ذي الحجة ، كذلك في باكستان  
 تحتفل بيوم ٤ أغسطس وهو أغر يوم في تاريخنا الحديث ، لأن الأمة  
 المسلمة في شبه القارة الهندية بعد أن ذقت مرارة عبودية الإنجليز قرنين  
 متتاليين تحررت فيه من أغلالهم يشترك في احتفاله الشعب الباكستاني  
 الموحد المؤمن وحكومتها الإسلامية بنشاط منقطع النظير ولسائر  
 البلاد الإسلامية أيام ذات أهمية تاريخية وقومية يحتفل بها شعوبها  
 وحكوماتها ولم يحظر ببال أحد أنهم بهذا الاحتفال ارتكبوا الشرك أو  
 الانحراف من الشريعة الإسلامية ولم نسمع من هؤلاء المعترضين فتوى  
 الشرك والانحراف على الأمة المسلمة التي تحتفل بعيد الاستقلال في  
 أرجاء العالم الإسلامي -

إذا كان الاحتفال بأيام تاريخية وقومية جائزا بل أمرا محمودا  
 مستحسنا والمعارضون مشتركون بأنفسهم في تلك الاحتفالات  
 بنشاط وحماسة فكيف أصبح الاحتفال بأجل نعم الله تعالى وأشرفها  
 شركا وغواية وانحرافا عن العقيدة الإسلامية - نعوذ بالله من هذه  
 العصية العمياء

٨- الاعتراض الثامن على الحاشية في الصفحة ٧٣ ٤ التي تتعلق بالآية

التالية :

”قال الذين غلبوا على أمرهم لنتخذن عليهم مسجدا“ (۲۱:۱۸)

علق المحشى العلام على هذه الآية بقوله:

جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور انکے قرب سے برکت حاصل کریں۔

(مدارک)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں

بنانا اہل ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمانا اور اسکو منع نہ کرنا اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔

مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے جوار میں برکت

حاصل ہوتی ہے اس لئے اہل اللہ کے مزارات پر لوگ حصول برکت کے لئے جایا کرتے ہیں اور اس لئے قبروں کی زیارت سنت اور موجب ثواب ہے۔

ترجمتها بالعربية كالآتي: قال الملك الذى كان مؤمنا ومن معه

من المسلمين لنتخذن عليهم مسجدا ليصلى فيه المسلمون ويتبركوا

بقربهم (مدارك التنزيل)

علم من هذا أن بناء المساجد على مقربة من قبور الصالحين

سنة أهل الإيمان من زمن قديم وذكر القرآن الكريم هذه السنة العتيقة

وعدم النهى عنها دليل قوى على صحة هذا العمل ، وثبت أيضا أن

البركة تحصل فى جوار الصلحاء ويذهب الناس لزيارة قبور الأولياء لنيل

البركة ، لأجل ذلك أصبحت زيارة القبور أمرا مستنونا يوجب الثواب .



لم يخلق المحشى العلام هذا القول من عند نفسه بل نقله من العلماء الربانيين - كتب العلامة إسماعيل حقى قدس سره فى تفسيره روح البيان عند تفسير هذه الآية لبنين على باب كهفهم مسجدا يصلى فيه المسلمون ويتركون بمكانهم - هكذا فسر الآية الإمام أبو البركات النسفى فى تفسيره مدارك التنزيل ولله در العلامة السيد محمود الألوسى قد فسر هذه الجملة من الآية وأدى حق التحقيق ، إنه أورد الأحاديث الواردة فى النهى عن اتخاذ المساجد على القبور وذكر أن معنى الأحاديث أن يبنى على نفس القبر مسجدا أو يجعل القبر مسجودا إليه ولم يقل بجوازه أحد ، إن اتخذهم المسجد عليهم ليس على طرز اتخاذ المساجد على القبور المنهى عنه الملعون قائله وإنما هو اتخاذ مسجد عندهم قريبا من كهفهم ..... ومثل هذا الاتخاذ ليس محظورا إذ غاية مايلزم على ذلك أن يكون نسبة المسجد إلى الكهف الذى هم فيه كنسبة المسجد إلى المرقد العظيم للنبي ﷺ -

بهذه العبارة السنية للسيد الألوسى حصص الحق وزال الشك وهذا هو بعينه ماأراد الفاضل المحشى وعبارته تتفق مع ما صرح به فحول العلماء وكيف يجوز لأحد أن يتهم المحشى الفاضل بالشرك والتحريف -

٩- الاعتراض التاسع الذى أوردوه على حاشية الآية التالية -

” قل إنما أنا بشر مثلكم يوحى إلى أنما إلهكم إله واحد“ الآية (١٨: ١١٠)

قد مضى حديث عن بشرية الأنبياء والرسل من قبل، ذكرنا فيه مفصلاً أن المترجم والمحشي كليهما يعتقدان كسائر المسلمين أن الأنبياء بشر ومن ذرية أبي البشر آدم عليه السلام، لكن الله تعالى خصهم بمواهب وأكرمهم بفضائل ليس بوسع أحد غير الأنبياء أن يشاركهم في تلك المزايا - جعلهم الله تعالى أنبياء وأنزل عليهم الوحي وجعل الإيمان برسالتهم من ضروريات الدين وأوجب على العباد إطاعة أوامرهم واتباع سنتهم القولية والعملية، ليس لأحد غير الأنبياء أن يدعى لنفسه شيئاً من هذه الخصائص، ومن قال إن الوحي ينزل عليه أو الإيمان به من ضروريات الدين ووجب اتباعه على الإطلاق فقد افتري وضل وأضل وغوي -

صرح المحشي العلام في أول جملة من هذا التعليق أن الأعراض البشرية وعوارضها تطرأ على النبي ﷺ - إنه يحس بالجوع والعطش، تصيبه الجروح والأمراض كما تصيب سائر الناس - لكن من جهة نبوته لا يساويه أحد مهما كان مقامه رفيعاً ومنزلته سامية -

أمرنا الله تعالى أن نكرم أنبياءه، ونبجل رسله ومن استخف بهم أو أراد تنقيص شأنهم وإهانة مقامهم فقد خاب وخسر - فقد كان الكفار كلما دعاهم نبيهم إلى قبول الحق والإيمان بتوحيد الباري عز

اسمه أبوا وعصوا - وردوا عليه ثائرين بكلام فظ غليظ: "ما أنتم إلا بشر مثلنا" وكانوا يستعملون كلمة البشر لنبيهم للاستخفاف به وتنقيصه

شأنه۔ ابتعاداً من هذه العثرة أمرنا العلماء الربانيون بكل تأكيد أن نزيد كلمة تدل على الاحترام۔

۱۰۔ أوردوا الاعتراض العاشر على التعليق للآية الخامسة والستين من سورة النمل: "قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله وما يشعرون أيان يعثون"۔ (۲۷: ۶۵)

قيل هذا التعليق مليئ بالشرك والتحريف۔ نقدم إلى سيادتكم التعليق بالأردية ثم ننقله إلى العربية ثم نسأل أصحاب الفضيلة أعضاء إدارة البحوث عن رأيهم في هذا التعليق۔

"وہی جاننے والا ہے غیب کا، اس کو اختیار ہے جسے چاہے بتائے۔ چنانچہ اپنے پیارے انبیاء کو بتاتا ہے، جیسا کہ سورۃ آل عمران میں ہے: وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء" یعنی اللہ کی شان نہیں کہ تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔ اور بکثرت آیات میں اپنے پیارے رسولوں کو غیبی علوم عطا فرمانے کا ذکر فرمایا گیا، خود اسی پارے میں اس سے اگلے رکوع میں وارد ہے "وما من غائبة في السماء والأرض إلا في كتاب مبين" یعنی جتنے غیب ہیں آسمان وزمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

ترجمتہ بالعربية كالآتي: إنه عالم الغيب وله خيار أن يطلع منه من يشاء فهو يخبر أنبياءه الكرام كما هو مصرح به في هذه الآية: "وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من

يشاء" وفي القرآن الكريم آيات كثيرة تدل على إعلام الله تعالى رسوله من الغيب ، وبعد آيات عدة من نفس السورة تجد هذه الآية : وما من غائبة في السماء والأرض إلا في كتاب مبين -

لقد بحثنا آنفا مسألة علم الغيب بالتفصيل آنفا وذكرنا رأى المترجم والمحشي في هذه المسألة وهو أن الغيب علمه مختص بالله جل وعلا لا يعلمه أحد كائنا من كان دون تعليمه من عند الله وتكلمنا أن النبي الكريم ﷺ لا يعلم الغيب بذاته بل بإعلام الله تعالى إياه بإشياء من الغيوب وذكرنا أيضا أن معلومات الله تعالى غير متناهية وعلومه عليه أفضل الصلوات وأطيب التحيات متناهية ونسبة علمه المتناهي إلى العلم الإلهي الذي هو غير متناه أقل قليل من نسبة قطرة الماء إلى بحور الدنيا كلها فأين الشرك؟ أنبتونا أيها السادة عن رجل يعتقد أن علم الله عزت كلمته ذاتي قديم وعلم نبيه ليس بذاتي بل بإعلام الله تعالى له ولا بقديم بل حادث وكذلك علم الله تعالى لا ينتهي عند حدو علمه عليه السلام لا يتجاوز عن حد محدود - هل ارتكب المحشي العلام الشرك؟

أخيرا نلفت أنظاركم على النقد اللاذع على التعليق للآية الثانية عشر من سورة يسين المباركة - لعل محل هذا النقد اللاذع هو تقسيم البدعة إلى أقسام شتى ، لكنه من المعلوم أن هذا التقسيم ليس من مخترعات المحشي بل هو مأثور من فحول علماء الإسلام مثل

الإمام النووي والعلامة علي القاري والعلامة ابن عابدين وغيرهم من المحققين -

وإيكم نص رد المحتار لابن عابدين المحتوي على أقسام البدعة - (أنها قد تكون) محرمة وقد تكون واجبة كنصب الأدلة للرد على أهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للكتاب والسنة ومنذوبة كإحداث نحو رباط ومدرسة، وكل إحسان لم يكن في الصدر الأول ومكروهة كزخرفة المساجد ومباحة كالتوسع بلبذيد المآكل والمشرب والثياب كما في شرح الجامع الصغير للمناوي عن تهذيب النووي ومثله في الطريقة المحمدية للبركلي -

كتب الإمام النووي في كتاب تهذيب الأسماء واللغات موضحاً كلمة البدعة: البدعة بكسر الباء في الشرع هي إحداث ما لم يكن في عهد رسول الله ﷺ وهي منقسمة إلى حسنة وقبيحة. قال الشيخ الإمام المجمع على إمامته وجلالته وتمكنه في أنواع العلوم وبراعته أبو محمد عبدالعزيز ابن عبدالسلام رحمة الله عليه ورضي عنه في آخر كتاب القواعد: للبدعة منقسمة إلى واجبة ومحرمة ومنذوبة ومكروهة ومباحة -

وذكر المحشي اتباعاً لما حققه العلماء الأفاضل بأن البدعة السيئة هي كل بدعة تعارض سنة نبوية وتميت آثارها النيرة - أما إهداء ثواب الصلقات المالية والأعمال الحسنة للموتى فليس بدعة البتة بل

سنة أمر بها النبي الكريم ﷺ أصحابه ، لقد روى الشيخان البخاري  
ومسلم في صحيحيهما أحاديث بأسانيد صحيحة منها حديث سعد بن  
معاذ رضي الله عنه أنه حفر البئر لأمه التي توفيت من غير وصية ،  
وسميت تلك البئر باسم "بئر أم سعد" والأمر المذكورة في التعليق  
مثل ( تيجه ، چاليسوان ، گيارهويس وغيرها ) أمور عديدة لإهداء  
الثواب إلى أرواح الموتى لأن المتصدقين يجدون الفراغ في أوقات  
مختلفة منهم من يجد الفرصة في اليوم الثالث أو السابع ومنهم من يفرغ  
لهذا العمل في يوم الأربعاء ومنهم من تتاح له الفرصة في يوم آخر ، كل  
يأتي لهذا الأمر المسنون حسبما يسهل له إتيانه ، مع هذا لا يعتقد أحد  
من أهل السنة أن إهداء الثواب للموتى لا يتأتى إلا في يوم كذا وكذا بعد  
موته ولا يجوز تقديمه وتأخيره من ذلك اليوم ولا يخفى على سيادتكم  
حديث رسولنا الكريم ﷺ ما روى عنه ابن عباس قال قال رسول الله  
ﷺ : ما الميت في القبر إلا كالغريق المتغوث ينتظر دعوة من أب أو أم  
أو أخ أو صديق فإذا لحقته كان أحب إليه من الدنيا وما فيها (الحديث  
رواه البيهقي في شعب الإيمان) -

ذكر الإمام مسلم في صحيحه بابا خاصا عنوانه "باب وصول

ثواب الصدقات إلى الميت" وكتب تحته عدة أحاديث منها ما روته أم

المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها : إن رجلا قال للنبي ﷺ : إن أمي

افتلشت نفسها وإني أظنها لو تكلمت تصدقت أفلها أجر إن تصدقت

عنها؟ قال نعم -

شرح الإمام النووي هذا الحديث بقوله: " وفي هذا الحديث جواز الصدقة عن الميت واستحيابها وأن ثوابها يصله وينفعه وينفع المتصدق أيضا وهذا كله أجمع عليه المسلمون وبعد بضعة أسطر في نفس الصفحة يكتب النووي: " وفيه أن الدعاء يصل ثوابه إلى الميت وكذلك الصدقة وهما مجمع عليهما -

أما السطور الأخيرة من هذا التعليق ففيها شيء من الخشونة والغلظة بالنسبة إلى الحركة الوهابية، وسببها أن هذه التعليقات حررت قبل ستين سنة أو أكثر، وكانت الحركة الوهابية حين ذاك متشددة جدا، تدعى لنفسها أنها هي المتمسكة بعقيدة التوحيد وأما سائر الأمة الإسلامية فقد ضلت عن سواء السبيل باعتناقها الشرك والبدعة - والعياذ بالله تعالى - ومن الطبيعي أن الرد عليهم كان يحتوى على شيء من التشدد وكبار العلماء من ديوبند ألفوا كتباً ورسائل عديدة شنعوا فيها على الحركة الوهابية أشد التشنيع والذم - اقرأوا إن شئتم "الشهاب الثاقب" من تأليفات السيد حسين أحمد مدني شيخ الحديث بدار العلوم ديوبند - وهكذا كان رد الفعل من علماء شبه القارة الهندية -

أما اليوم فالأحوال بأشد حاجة إلى التحسن إلى درجة أن يأخذ التسامح مكان العنف وحسن الظن مكان سوء الظن وستكون لهذا التغيير ثمار عذبة ونتائج نافعة للإسلام والمسلمين جميعا إن شاء

اللّٰه تعالٰى-

لقد كان المغفور له الملك الفيصل أول زعيم إسلامي أحس  
 بشدة بضرورة توحيد كلمة المسلمين وتنظيم صفوفهم المبعثرة، فقدم  
 دعوة الاتحاد لجميع المسلمين في أقطار العالم تحت راية الإسلام  
 وأطلق صرخة عالية صدرت من أعماق قلبه الحنون الكريم وهبت  
 الشعوب الإسلامية والحكومات المسلمة إلى صرخته مليية دعوته،  
 بهذه الخطوة المباركة من عاهل المملكة العربية السعودية أخذت  
 ثورة الخلاف والشقاق تهدأ وبدأت جمرات التخاسد والتباغض تبرد  
 يا للأسف! أنمنية وافت هذا الملك قبل أن يتم رسالته لكنه  
 ترك خلفه آثاراً نيرة لامعة فلا يزال من خلفه على العرش الملكي من  
 الملوك يقتفون آثاره ويبدلون ما في وسعهم من جهد لتحقيق هذه  
 الأمنية العزيزة الغالية الثمن-

أصبحت قلوبنا مطمئنة بسير الأحوال وأخذت الظروف  
 تتحسن رويداً رويداً، حتى كانت هذه القارعة قرعنا بسماع هزتها  
 العنيفة وأخذت المخاوف تتابنا من جديد وأضحينا نتسائل أنفسنا في  
 حيرة وحسرة هل تخفق الأمة في نيل مقصدها السامي والذي يتحمل  
 في توحيد كلمتهم، هل تنهب تلك الجهود المضنية الميمونة أذراج  
 الرياح التي بذلها الملك السعيد وأخوه الراحل ويذلها خلفه الرشيد  
 الملك فهد بن عبدالعزيز أطال الله بقاءه وأيام سلطته، ألا إنها مواهب



خطيرة حاكت خيوطها الأيدي الأثمة فانتبهوا أيها القادة!  
 واستيقظوا- أيها الشعوب! إن أعداء الإسلام وأعداؤكم بالمرصاد  
 ويتحينون فرصة للهجوم عليكم-

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

غلام حميد الدين السيالوي

رئيس مجلس الدعوة الإسلامية

سيال شريف - مديرية سرجودها، باكستان

# منقبت

بعضواً علم حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

نتیجہ فکر

حسانِ پاکستان جناب محمد عظیم صاحب چشتی مدظلہ

پر تو نور ازل ہے روئے تابانِ رضا!

سایہ جنت ہے زلفِ عنبر افشانِ رضا

روکشِ مشکِ خشن ہے جوئے بستانِ رضا

رنگِ طوبے ہے براکِ نخلِ گلستانِ رضا

علم و حکمت کو کیا جس نے شناسائے جنوں

ہے وہ فیضانِ رضا و اللہ فیضانِ رضا

راہِ پائے ہیں یہیں سے رہروانِ کوئے دوست

جا کے ملتی ہے حرم سے کوئے ایوانِ رضا

دشت بھی سیراب کر ڈالے ترے فیضانِ

میرے دل پر بھی برس لے ابر بارانِ رضا

میں اٹھوں گا حشر میں بھی ان کے مداحوں کے ساتھ

مر کے بھی ہاتھوں سے چھوٹے گانہ دامانِ رضا

اک جہاں ہے انکے الطافِ کرم سے مستفیض

ایک اعظم ہی نہیں ممنونِ احسانِ رضا!





# اللہ اکبر

عطا کیا بھگودر دلفت کہاں تھی بڑھتی اسی وقت  
میں اس کہم کے کہاں تھا تباہی کی بند پیری



# اللہ اکبر

# اللہ اکبر

عطا کیا بھگود و افسانہ کہاں تھی بڑھاپا قوت  
میں اس کہم کے کہاں تھا تباہی و بربادی



# اللہ اکبر